مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز

آئینۂ تربیت

خلاصہ

تربیت السّالک

حضرت مولٰینا عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خلیفۂ مجاز
حکیم الامّت حضرت مولٰینا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ

النّاشر
سیّد محمّد معروف

مکتبۂ قاسم العلوم
جے ون ــــــ ۱۴۰
کورنگی کراچی ۳۱

(مشہور پریس کراچی)

آئینۂ تربیت

(جزو اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد صلوٰۃ یہ تربیت السالک کے مضامین کے متعلق ایک یادداشت ہے اور اس کا ملخص بھی جس کو جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ مولٰنا عبد الحی صاحب سلمہٗ نے مرتب فرمایا ہے۔ پوری حالت اور منفعت اسکی خود مولوی صاحب کی تمہید سے جو ذیل میں موجود ہے معلوم ہوگی جس کے ہوتے ہوئے اس تمہید کی ضرورت نہ تھی مگر مولوی صاحب کی خوشی کے لئے جو کہ اسی تمہید میں مذکور ہے، یہ چند سطور لکھ دی گئیں اور ان ہی کی خوشی کے لئے اس کا ایک مناسب نام بھی تجویز کرتا ہوں جو پیشانی پر مرقوم ہے اللہ تعالیٰ اسکو نافع و مقبول فرماوے۔

کتبہ

اشرف علی

۲۱ ربیع الثانی ۴۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دیباچہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

تربیت السالک جس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں یہ ایک عجیب وغریب کتاب ہے جو علاوہ نادر اور عدیم النظیر ہونے کے مفید و دلچسپ بھی اسی قدر ہے کہ جس کو اس فن سے قدرے مناسبت ہو تو وہ بغیر تمام کئے نہیں رہ سکتا اسکی ضرورت و احتیاج مبتدی سے لے کر شیخ الشیوخ سے بے نیاز نہیں۔ یہ کتاب اصل میں روحانی مشکلات وامراض کا مطب ہے چنانچہ سالکین کے سوالات کے جواب میں جو حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا تھانویؒ نے تحریر فرمایا یہ اسی کا مجموعہ ہے جس میں ان سینکڑوں غلطیوں کا جو اس فن میں مدت دراز سے پیدا ہوگئی تھیں قلع قمع کیا گیا ہے، شاعرانہ مبالغہ نہیں وہم پرستی نہیں بلکہ مشاہدہ وتجربہ ہے کہ اگر اس کتاب کا روزانہ ورد رکھا جائے تو انشاءاللہ ایک دن یار آید بکنار منزل مقصود پر فائز ہوگا۔ یہ کتاب ایک عرصہ تک رسالہ الامداد میں شائع ہوتی رہی اور جب ۷، حصے تک پہنچی تو رسالہ مذکور بعض وجوہ سے بند ہوگیا جسکے بعد سے ان حصوں کا دستیاب ہونا مشکل ہوگیا اور نیز اسکی طوالت کی وجہ سے ہر شخص کو اس کا مطالعہ بھی دقت سے خالی نہ تھا

بعض اوقات ایک مسئلہ کے لئے مجھ کو پوری کتاب کی ورق گردانی کرنی پڑتی تھی اسلیئے مجھ کو خیال ہوا کہ سہولت کی غرض سے اسکے مضامین کی فہرست تیار کروں جب اس سے فارغ ہوا تو میرے محترم دوست مولینا شبیر علی صاحب نے مشورہ دیا کہ یہ فہرست صرف ان کے لئے مفید ہوگی جن کے پاس اصل کتاب ہو۔ وقلیل ماہم اس لئے اس فہرست کے عنوانات کو اس طرح ضبط کیا جائے کہ خود مسئلہ بھی مختصر شکل میں معرض تحریر میں آجائے جسکی تصویب حضرت پیر و مرشد نے بھی فرمائی۔ الحمد للہ ذالک کہ خدائے تعالےٰ نے اس کام کو میرے خواہش کے موافق انجام تک پہنچادیا۔

یہ خلاصہ صرف ان ۷، حصوں کا ہے جو الامداد میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا ہے اور جسکا دوسرا حصہ بحسب ترتیب سنین النور میں شائع ہورہا ہے وہ انشاءاللہ آئندہ کسی موقع پر اسکے جزو ثانی کی حیثیت سے پیش کروں گا۔ اس لحاظ سے یہ اس خلاصہ کا جزو اول ہے جس میں بعض جگہ اصل کتاب کے صفحات کا حوالہ ہے۔ اب یہ احقر العباد اس خلاصہ کو حضرت پیر و مرشد حکیم الامۃ کی خدمت میں پیش کرنیکی عزت حاصل کرتا ہے اور یہ درخواست ہے کہ اسکا نام تجویز فرماکر قلم سے دیباچہ تحریر فرمائیں تاکہ میرے واسطے کی کثافت پر جلا ہوجائے اور آخر میں برادران طریقت سے دعائے خیر کا طالب ہوں

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

عبد الحی

استاد الکلیۃ فی الجامعۃ العثمانیۃ

حیدر آباد دکن ۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حصہ اوّل

(۱) واعظ کا مسلک رضامندی حق تعالےٰ ہونا چاہیئے۔ سامعین کے متعلق ہمیشہ یہ مسلک رکھے ؎

کس بشنود یا نہ نشنود من گفتگوئے میکنم ص ۲

(۲) آج کل دینی مدارس کے قائم کرنے سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے اور اس نفع رسانی کی برکت سے خود بھی محروم نہ رہے گا۔ ایضاً۔

(۳) سالک کو کام میں لگنا چاہیئے ثمرہ سے نظر نہ چاہیئے۔ ایضاً۔

(۴) مطلوب مقامات ہیں نہ احوال، کیونکہ اوّل اختیاری ہیں دوسری غیر اختیاری ہیں ایضاً۔

(۵) وساوس کا ہجوم رحمت ہے جس سے عجب وخود پسندی کی جڑ کٹ جاتی ہے، ص ۳۔

(۶) زبانی تسبیح بھی مفید ہے، بشرطیکہ اثر کا قصد ہو۔ ایضاً۔

(۷) وساوس کتنے ہی بڑے ہوں مضر نہیں ہیں جب تک کہ ان کے متعلق قصد نہ ہو۔ ایضاً۔

(۸) دل لگنے کا انسان مکلف نہیں البتہ خود دل کا متوجہ رکھنا ضروری ہے ص ۴

(۹) اگر خوف خداوندی کا غلبہ ہو تو مضامین رحمت کا مطالعہ مفید ہوتا ہے گریہ اور خوف کا غلبہ ہو تو آیات رحمت و بشارت کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ایضاً

(۱۰) ذکر شیخ سے گریہ طاری ہو تو کسی دوسرے شغل میں لگ جانا چاہیئے جب تک چند روز تعلیم یا صحبت سے مناسبت نہ پیدا کرلے بیعت میں جلدی نہ کرے۔ صـ۵

(۱۱) بعض سالکین کے لئے انوار وغیرہ کا منکشف نہ ہونا ہی مصلحت ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۲) علماء سوء کی بدخواہی سے متاثر نہ ہونا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۱۳) یہ مراقبہ کہ عرش پر روشنی مشابہ نور ماہ کے پھیلی ہوئی ہے اور وہاں سے مثل بارش کے میرے قلب پر مترشح ہوتی ہے۔ ۲۰ منٹ خلوت میں کرنا اور ہر وقت یا باسط کا پڑھنا وحشت کو دفع کرتا ہے۔ صـ۶۔

(۱۴) کامیابی مقصود کی وعدہ پر ہے نہ صرف دوام عمل پر۔ ایضاً۔

(۱۵) معاصی کے ارتکاب سے ناامید نہ ہونا چاہیئے اور توبہ و استغفار کے بعد کام شروع کر دینا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۱۶) ورد کے ترک پر افسوس کرنا بھی دولت ہے۔ صـ۷

(۱۷) معاصی کا علاج صرف ہمت اور استغفار ہے۔ ایضاً۔

(۱۸) جس پیر کے مرید اکثر بے نمازی وغیر صالح ہوں وہ قابل بیعت نہیں ہے۔ صـ۷

(۱۹) ولایت یعنی قربت حق سبحانہٗ تعالےٰ ایسی چیز نہیں ہے جو پیر کی طرف سے سپرد کی جائے اور چیز جو سپرد کی جاتی ہے وہ بعض کیفیات ہیں جن کو ولایت میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۲۰) کبھی قلب وزبان کا بے اختیار ذاکر ہوجانا اور کشش کا محسوس ہونا سلطان الاذکار کا اثر ہے اگر نماز کے متصل ایسی کیفیت ہو تو نماز کے ساتھ مناسبت تامہ ہونے کی علامت ہے۔ ص ۸

(۲۱) درس وتدریس بھی عبادت ہونے کی وجہ سے قائم مقام مراقبہ ہے زبان کا بوقتِ ذکر شیریں ہونا علامت سرایت ذکر کی ہے اور آثار سلطان الاذکار میں سے ہے ایضاً۔

(۲۲) عبادات میں لذت کا متلاشی نہ ہونا چاہیئے۔ ایضاً

(۲۳) تصور شیخ اور ایصالِ ثواب کسی ذاتی غرض کے لئے توحید خاص اور مذاق نبوت کے مناسب نہیں ہے۔ ص ۹

(۲۴) مبتدی کے لئے خلوت بہتر ہے اور منتہی غیر عالم کے لئے سفر بغرض زیارات مضر نہیں اور مبتدی کے لئے مضر ہے اور عالم کو نفع رسانی سے مانع ہے اور ضعیف الہمت صاحب اولاد کے لئے اسباب و تدبیر بہتر ہے اور قوی الہمت مجرد کے لئے توکّل۔ ص ۱۰

(۲۵) وساوس سے پریشان نہ ہونا چاہیئے اس کا بہتر علاج یہ ہے کہ اس پر

خوش ہو۔ صد ۱۰

(۲۶) بدون صحبت کے کسی خاص شخص کے متعلق فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ صد ۱۱

(۲۷) تعلیم شیخ کے علاوہ اوراد کے پڑھنے کے تین شروط ہیں۔

(۱) تعلیم شیخ میں مخل نہ ہو (۲) قوت سے زیادہ نہ ہو (۳) شرع کے خلاف نہ ہو۔ ایضاً

(۲۸) ہجوم مشاغل میں تھوڑا کام بھی بالکل ناغہ ہونے سے بہتر ہے اور کوتاہی کی تلافی استغفار ہے۔ ایضاً۔

(۲۹) ثمرات وکیفیات پر نظر کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے اصل مقصود عمل ہے۔ صد ۱۲

(۳۰) کسی وارد یا کیفیت کا غیر محرم سے ذکر نہ کرنا چاہیئے اور نہ اس پر غرور کرنا چاہیئے بلکہ نعمت سمجھکر شکر کرنا چاہیئے۔ ایضاً

(۳۱) اگر کسی کو مراقبہ میں یہ معلوم ہو کہ کسی نے اذان دی اور ختم پہ بہت زور سے لاالہ الا اللہ کہا جسے سنکر بیدار ہوگیا تو یہ عالم قدس سے اتصال کی علامت ہے۔ صد ۱۳

(۳۲) اگر بیداری میں محسوس ہو کہ قلب پر دو روشنیاں نزول کر رہی ہیں اور رفتہ رفتہ تمام جسم پتھر کی طرح بھاری معلوم ہونے لگے تو یہ انوار علم ہیں جو مشکوٰۃ نبوت سے قابض ہو رہے ہیں یہ ثقل وحی کے ثقل سے مستفید ہو رہا ہے۔ صد ۱۳

(۴۳) اگر مراقبہ میں بدن مثل روئی دھنے کے معلوم ہو تو یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے۔ ایضاً۔

(۴۴) اگر روشنی پھیل رہی ہے اور روشنی میں تمام جسم نظر آرہا ہے تو یہ لطائف کے انوار ہیں۔ ایضاً۔

(۴۵) جو شخص تنگدستی سے تنگ دل ہو اس کے لئے معاش کا ذریعہ مناسب ہے۔ ایضاً۔

(۴۶) ہمت اور لوگوں سے کم ملنا، زبان درازی اور زیادہ گوئی کا علاج ہے اور پھر کوتاہی ہو تو استغفار کرے۔ ایضاً۔

(۴۷) جس مجالس میں غیبت ہو وہاں سے خود اٹھ جانا چاہیئے۔ صـ۱۴۔

(۴۸) تصور شیخ بعض حالات میں مفید ہوتا ہے مثلاً ذکر میں خوف کے دفع کے لئے یا یکسوئی کے لئے مگر اس کو حاضر و ناظر نہ سمجھے۔ ایضاً۔

(۴۹) جب تک ایک عرصے تک ذکر و شغل اور کتب مفیدہ اور محبت اہل اللہ پر دوام نہ ہو غیر اللہ کی محبت دل سے منقطع نہیں ہوتی ہے مدت دراز تک ہمت و مخالفت نفس پر بتکلف مداومت کرنے سے گناہوں سے طبعاً نفرت ہو جاتی ہے۔ صـ۱۵۔

(۵۰) ذکر و شغل کے زمانہ میں دودھ اور روغنی اشیاء کا استعمال کرنا چاہیئے ورنہ خشکی اور ذکر کے آثار باہم مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ صـ۱۵

(۴۱) بعض اوقات افسردگی سے فنا کی علامت ہوتی ہے مثلاً کبھی سالک کی طبیعت شکستہ اور نااُمید ہوجاتی ہے یا تمام عالم کی خرابیوں کو اپنی شامت اعمال کا نتیجہ سمجھ کر مایوس ہوجاتا ہے۔ ص۱۶

(۴۲) فقہاء کے نزدیک کسی مومن کا اپنے ایمان میں شک کرنا کفر ہے اور صوفی جب تک خود کو کافر فرنگ سے بھی بدتر نہ جانے مومن نہیں ہوتا ہے کیونکہ قضیہ کا فتویٰ حال پر اور صوفی کی نظر مآل و انجام پر ہے۔ ایضاً۔

(۴۳) اگر طبیعت میں شمار ذکر سے انتشار ہو تو تعداد کو چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ وہ مقصود نہیں ہے۔ ص۱۷۔

(۴۴) بعض طبائع کو اشغال و مراقبات سے مناسبت نہیں ہوتی ہے جسکو کامل شیخ سمجھ سکتا ہے۔ ایسے طالبین کو صرف ذکر لسانی مفید ہوتا ہے۔ ص۱۸

(۴۵) بعض کیفیات کا منشاء کبھی تو تصرف دماغی ہوتا ہے جو نہ محمود ہے نہ مذموم اور کبھی ذکر کا بھی اثر ہوتا ہے جو محمود ہے مگر سالک کو کسی طرف توجہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ کیفیات مقصود نہیں ہیں۔ ایضاً۔

(۴۶) کبھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ قلب کی طرف سے ایک ایسی آواز آرہی ہے جو دو درخت یا بانس کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے یہ ذکر قلب کے آثار سے ہے مگر قابل التفات نہیں۔ ص۱۹

(۴۷) اگر مراقبہ میں کوئی وسوسہ ڈالنے والا نظر آئے جو مانع ہو تو ایسے وقت

میں ذکر کی طرف توجہ رکھے کیونکہ شعر ؎

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے است ⁂ ہشدار گوش را بہ پیام سروش دار ایضاً۔

(۴۸) نماز میں اگر الفاظ کی طرف خیال جائے تو وساوس بند ہو جاتے ہیں ایضاً

(۴۹) کم ہمتی کا علاج صرف ہمت ہے۔ صہ ۲۰

(۵۰) دوام ذکر بتوجہ قلب اور وقتاً فوقتاً شیخ کو اپنے احوال کی اطلاع اور گاہ گاہ اسکی صحبت یہ سب چیزیں حضور و دوام و فنا و معیت کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ ایضاً۔

(۵۱) گناہ کبیرہ سے فسخ بیعت نہیں ہوتی ہے جب تک کہ نیت فسخ نہ کرے۔ ایضاً۔

(۵۲) اگر ہم خیال لوگوں کے نہ ہونے سے طبیعت ذکر سے رکتی ہو تو ذکر خفی کرے۔ صہ ۲۱

(۵۳) تجربہ ہے کہ اگر بقصد خشوع ذکر و تلاوت و نماز پر مداومت ہو تو خشوع اور تمام کیفیات محمودہ پیدا ہو جاتی ہیں۔ دیر ہونے سے پریشان نہ ہو۔ ایضاً۔

(۵۴) مستحبات و نوافل کا ترک نفس و شیطان کا غلبہ نہیں ہے اور اس پر ندامت ایک دن منزل مقصود پر پہنچائے گی۔ صہ ۲۱۔

(۵۵) ذکر لسانی پاس انفاس سے زیادہ نافع ہے کیونکہ مسنون ہے۔ ایضاً

کسی حالت میں ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ کما قال الرومیؒ ؎

گر جہاں پُر برف گردد سربسر ﴿ تاب خور بگدازدش از یک نظر۔ ایضاً۔

(۵۶) بی بی کی محبت کوئی مرض یا عیب نہیں ہے مگر غلو نہ ہو کہ مشاغل ضروریہ میں اس سے فرق آئے۔ صـ ۲۲

(۵۷) بدنظری ایک مرض ہے جس کے لئے سخت مجاہدہ کی ضرورت ہے مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں پڑھے۔ ایضاً۔

(۵۸) مثنوی کا مطالعہ مفید ہے مگر جب تک فن سے مناسبت نہ ہو جائے اس کے معانی میں تحریف نہ کرے۔ صـ ۲۳

(۵۹) اُچھلنا، کودنا شوق اور ضعف سے پیدا ہوتا ہے کمزوری کا علاج مفرحات اور مقویات سے کرے ایضاً۔

(۶۰) ابتدائے سلوک میں ہر شخص پر مختلف کیفیات ہوتی ہیں مثلاً کبھی شوق کبھی دل خالی کبھی گریہ یہ سب تلونیات ہیں اوّل کو بسط دوسرے کو قبض کہتے ہیں ایک عرصہ کے بعد مقام تمکین و استقلال عطا ہوتا ہے۔ صـ ۲۵

(۶۱) اگر عمل میں کوتاہی ہو تو علاوہ استغفار کے کچھ جرمانہ بھی مقرر کرنا چاہیئے مثلاً ۲۰ رکعت نفل پڑھے۔ صـ ۲۵

(۶۲) انسان صرف اس کا مکلف ہے کہ اخلاقِ رذیلہ کے مقتضیٰ پر عمل

نہ کرے نہ ازالہ کا۔ ص ۲۶

(۶۳) کسی کو حقیر نہ سمجھے یعنی دل میں اعتقاد رکھے کہ میں سب سے کمتر ہوں اور اس وقت اپنے عیوب کو پیشِ نظر رکھے اور جس کو حقیر سمجھتا ہو اُن کی خوب تکریم کرے اور بہ تکلف ابتداءً سلام کرے۔ ایضاً۔

(۶۴) شب کو سویرے کھانا اور کم کھانا اور عشاء پڑھ کر سویرے سونا اخیر شب میں آنکھ کھلنے کے لئے معین ہے۔ ص ۲۷

(۶۵) اس فن کا مقصود صرف رضائے حق ہے جو دنیا میں مجاہدات ریاضات سے حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا اور اس کے حصول کی شرط یہ ہے کہ رہبر پر پورا بھروسہ کرے۔ ص ۲۸

(۶۶) قساوت وہ ہے جو معصیت کے بعد افسوس نہ ہو گریہ نہ ہونا قساوت نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۶۷) ایک کا طریقہ تعلیم دوسرے کیلئے مفید نہیں ہے جس کو شیخ کامل سمجھتا ہے۔ ایضاً۔

(۶۸) یبوست وحرارت بڑھ جائے تو تمام اذکار کو ترک کر کے درود شریف پر اکتفاء کر کے یبوست کا علاج کرنا چاہیئے۔ ص ۲۹

(۶۹) اسباب پر نظر حال کی کمی سے ہوتی ہے نہ نقص اعتقاد سے۔ ایضاً۔

(۷۰) کسی کام کو بلا اجازت شیخ نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اطلاع کے بعد اگر

شیخ منع کر دے تو اس سے باز رہے اور مشائخ کے اس ارشاد کی کہ شیخ کے بدون امر کوئی دنیوی اور دینی کام نہ کرے، یہی تفسیر ہے۔ صـ ۲۹

(۱۷) آثار ذکر و کیفیات کو بقا نہیں ہے اس کے حصول پر شکر کرے اور زوال پر دل گرفتہ نہ ہو۔ صـ ۳۰۔

(۲۷) اہلیہ کی ناموافقت پر صبر کرنا یہ خود مجاہدہ ہے۔ صبر سے برداشت کرنا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۳۷) شیخ کو اپنے متوسلین سے کسی قسم کا لالچ نہ کرنا چاہیئے۔ صـ ۳۱

(۴۷) جس کو دوام حضور حاصل ہے اس کو بارہ تسبیح میں اللہ حاضری، واللہ معی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۵۷) اللہ ناظری واللہ معی صرف نفی و اثبات کے درمیان پڑھنا مشائخ سے منقول ہے مگر اور اذکار دو ضربی و یک ضربی میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ صـ ۳۲

(۶۷) بعد عشاء کے ۱۴ سو ۱۴ مرتبہ یا وہاب پڑھنا حاجت براری کے لئے مفید ہے۔ ایضاً۔

(۷۷) اگر دعا کے بعد اطمینان و فرحت محسوس ہو تو مبارک حالت ہے۔ گریہ کے آنسو متبرک نہیں ہے۔ صـ ۳۴۔

(۸۷) مبتدی ابن الحال کے لئے جس بات کو جی چاہے وہی اس وقت کا حال ہے اور اسی کا اتباع بہتر ہے۔ صـ ۳۵۔

(۷۹) تصفیۂ قلب کے لئے کوئی خاص ورد نہیں ہے بلکہ ذکر و طاعت کے ادا کرنے اور صحبت شیخ سے خوش فہم ہونے سے یہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ صد ۳۵۔

(۸۰) روشنی صورت مثالیہ روح کی ہے اور لباس تعلق ناسوتیہ ہے اور برہنہ دیکھنا تجرد و تعلقات سے ہے۔ صد ۳۶۔

(۸۱) مراقبہ میں قرآن مجید کا سامنے رکھا ہوا ناظرہ پڑھنا علامت ہے کہ اس کا باطن دین کے رنگ سے رنگین ہے۔ صد ۳۷۔

(۸۲) حق تعالیٰ بیمار بھی رکھیں تو اس پر راضی رہنا چاہیئے کیونکہ وہ بھی رحمت و حکمت سے خالی نہیں ہے اس تصور سے کچھ غم نہ ہوگا۔ صد ۳۸

(۸۳) قبض بسط سے افضل ہے کیونکہ اس میں شکستگی اور تواضع حاصل ہوتی ہے صد ۳۹

(۸۴) اگر خواب میں شیخ یا کوئی اور کامل کسی امر کی ہدایت کرے تو یہ اعتقاد نہ کرے کہ خود ہی شیخ یا ولی تھے بلکہ ایک لطیفہ غیبی نے اس خاص صورت میں ہدایت دیدی۔ صد ۴۰۔

(۸۵) اگر داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر بسم اللہ پڑھ کر کسی ناراض شخص کو سلام کرے تو یہ عمل باعث رضامندی ہوگا۔ صد ۴۰۔

(۸۶) غیبت اور فنا کے احوال میں سے یہ بھی ہے کہ احیاناً نماز یا ذکر میں الفاظ کی ادا بمشکل ہوتی ہے۔ صد ۴۱۔

(۸۷) مراقبہ کی تعلیم اس شخص کو دینا چاہیئے جو صاحب علم ہو یا صحبت سے صاحب فہم ہوگیا ہو۔ صہ ۴۲ ۔

(۸۸) نماز میں نماز کی طرف توجّہ مقدّم ہے اور بلا اختیار ذکر قلبی جاری ہوجائے تو مخل صلوٰۃ نہیں ہے ۔ صہ ۴۳ ۔

(۸۹) اگر آخر شب میں تہجد میسّر نہ ہو سکے تو بعد عشاء کے اپنے وظائف پورے کرے ۔ ایضاً ۔

(۹۰) صحت درست ہو اور اندرونی حرکت محسوس ہو اور سر میں گرمی ہو تو یہ منجملہ آثار ذکر کے ہیں ۔ ایضاً ۔

(۹۱) چونکہ حضرت ابو بکر صدّیقؓ پر غایت فنا فی المحبوب کے سبب سے معیت غالب تھی اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کے متعلق فرمایا کہ لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابا بکر خلیلاً[۱] ۔ اور حضرت عمرؓ کی نسبت فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر[۲] ۔ اور لکان ابوبکر نہیں فرمایا ۔ صہ ۴۵

(۹۲) ہر شخص کے آثار ذکر مختلف ہوتے ہیں جن کا احاطہ نہایت مشکل ہے اسکے علاوہ ضبط تحریر میں آنے سے اندیشہ ہوگا کہ ایک دوسرے شخص کے حالات کا منتظر رہے گا اور نہ ہونے سے مایوسی اور پریشانی ہوگی ۔ صہ ۴۶ ۔

(۹۳) بوقت عذر ذکر کے لئے تیمم کافی ہے مگر اس سے نماز پڑھنا اور قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے اگر ناپاک ہو تو وضو کرے دل یا زبان سے ذکر خفی

---

[۱] اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو دوست بناتا [۲] اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے ۔

یا جہری بستر پر ہی پورا کرے۔ ص ۴۷۔

(۹۴) ذکر جہر سے سونے والوں کو تکلیف ہو تو ذکر خفی کرنا چاہیئے۔ ص ۴۸

(۹۵) ذکر ختم ہونے پر یہ دعا پڑھنا چاہیئے اے اللہ اپنی محبت و معرفت اور توفیق ذکر و طاعت نصیب فرما اور ختم تلاوت پر یہ الفاظ پڑھانا چاہیئے تلاوت و عمل بالقرآن کی توفیق بخشئے۔ ص ۴۹۔

(۹۶) عشق کا علاج یہ ہے۔

(۱) ایک وقت خلوت مقرر کر کے لا الہ الا اللہ ۵۰۰ بار اس طرح سے کر بوقت نفی اس کے تعلق کو قلب سے خارج کرنے کا تصور کیا

(۲) جائے اور اثبات میں محبت خدا و رسول کو قلب میں داخل ہونے کا تصور جمایا جائے۔

(۳) مابعد الموت کا مراقبہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا ہے سوال پر کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھلاؤں گا۔

(۴) جس پر فریفتہ ہوا اس کے مرنے کا تصور کرے کہ گل سڑ کر کیڑے پڑ جائیں گے۔ صورت بگڑ کر قابل نفرت ہو جائے گی۔

(۵) استغفار کی کثرت کرے۔ ص ۵۰

(۹۷) طریق کا مقصود صرف قرب حق ہے اور اسکی تحصیل کے لئے اعمال حسنہ و عقائد صحیحہ و اخلاق محمودہ کی ضرورت ہے جنکی تفصیل صرف شارع

بتلاتا ہے۔ صت۴

(۹۸) حقیقی مذموم نارضامندی اور بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے اور جن چیزوں کو اس میں دخل ہے وہ اعمال قبیحہ اور عقائد باطلہ واخلاق مذمومہ ہیں ان کی تعیین اور تفصیل بھی شارع ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ صت۶۔

(۹۹) جن اشیاء کو قرب یا بعد میں دخل ہے وہ سب امور اختیاریہ ہیں ان میں سے کوئی امر غیر اختیاری نہیں ہے اور امور اختیاریہ میں تمام اعمال ظاہرہ و باطنہ داخل ہیں۔ ایضاً۔

(۱۰۰) امور غیر اختیاریہ پر اگرچہ قرب وبعد مرتب نہیں ہوتا مگر قرب وبعد پر وہ خود مرتب ہوجاتے ہیں مثلاً حق تعالےٰ کسی مقرب بارگاہ کو بعض کمالات وہبیہ مثلاً کشف وخرق عادات وغیرہ جو غیر اختیاری ہیں عنایت کردیں تو یہ کمالات سبب قرب نہیں بلکہ قرب پر مرتب ہوتے ہیں یا کسی عمل مذموم کی وجہ سے راندۂ درگاہ کیا ہو اور پھر اس کو بعض بلیات غیر اختیاریہ میں مبتلا کردیا ہو تو یہ بلیات سبب بعد نہیں ہیں بلکہ نتیجہ بعد ضرور ہیں جن کا تدارک توبہ استغفار ہے۔ ایضاً۔

حصّہ دوم

(۱) معمولات کے ناغہ ہونے کے لئے سفر کا عذر صحیح ہے۔ ص۳

(۲) ذکر شغل سے افضل ہے۔ ایضاً۔

(۳) سورۂ کہف کی آخر آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے آخر سورۃ تک پڑھ کر دعا کر کے سو رہنا تہجد کیلئے آنکھ کھلنے میں مجرب ہے۔ ص۴۔

(۴) مبتدی کے لئے کتب سلف کا مطالعہ مضر ہے۔ ایضاً۔

(۵) تلاش شیخ کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے اعتقاد ہو اس کے پاس چند روز رہے۔ ایضاً۔

(۶) ورد کا وقت معین میں پورا کرنا تفریق سے زیادہ نافع ہے۔ ص۵

(۷) اگر کسی وقت تکان معلوم ہو تو ذکر کم کر دیں۔ ایضاً۔

(۸) جس کا تصوّر اللہ کے لئے ہے وہ مثل اللہ کے تصوّر کے ہے۔ ایضاً۔

(۹) شیخ کے علاوہ مسائل میں دیگر اہل حق علماء سے مسائل میں تسلّی نہ ہو تو قابل ملامت نہیں ہے جب تک انکی بدخواہی اور مذمّت نہ ہو۔ ایضاً۔

(۱۰) کسی کے رونے سے رونا اس وقت محمود ہے جب کہ وہ کسی امر محمود کا باعث ہو مثلاً خدا کی طرف توجہ ہو جائے۔ ایضاً۔

(۱۱) حافظ کے دماغ کا نقش چونکہ باطنی ہے اس لئے ان کا ادب اس قسم کا نہیں ہے کہ بے وضو ہاتھ لگانا ممنوع ہے ۔ صٓ ۔

(۱۲) قرآن کی تلاوت سے پڑھنے والے کا تھوک قابلِ ادب نہیں ہوتا ہے ۔ ایضاً

(۱۳) تعداد ذکر کی تعین میں یہ اقرار ہے کہ اگرچہ خداوند تعالیٰ کی نعمتیں غیر متناہی ہیں مگر اس کے احاطہ سے ہم عاجز ہیں اور نیز مقرر کرنے سے تجربہ ہے کہ کام پابندی سے ہوسکتا ہے ۔ صٓ ۔

(۱۴) کان میں یہ آواز آنا کہ تو بد نصیب بڑا گنہگار اور اس قابل نہیں ہے کہ اس عالم میں رہے یا تو یہ محض تصرف دماغ ہے یا ہدایت ہے کہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رہے ۔ ایضاً ۔

(۱۵) ذکر کے لئے اجتماع کا اہتمام خاص مضر ہے ۔ صٓ

(۱۶) کسل طبعی نہ مضر ہے نہ مذموم اور جس کی وعید آئی ہے وہ کسل اعتقادی ہے یا اعمال سے بے فکری ہے ۔ صٓ ۔

(۱۷) مشغول آدمی کے لئے معمولات قلیلہ بھی غنیمت ہیں ۔ ایضاً ۔

(۱۸) روغن کدو کی مالش اور مغز بادام اور مغز تخم کدو کا شیرہ مصری سے شیریں کر کے پینا ترطیب دماغ کے لئے مفید ہے ۔ صٓ ۔

(۱۹) آفتاب کی چمک ستارہ کی روشنی اسی قسم کے بہت سے انوار یکسوئی کی وجہ سے نظر آتے ہیں جو ذکر کے آثار سے ہیں ۔ ایضاً ۔

(۲۰) زیادہ گوئی کے لئے کچھ جرمانہ مقرر کرے مثلاً نفلیں پڑھنا جو نہ زیادہ سہل ہوں نہ گراں۔ صـ۱۰۔

(۲۱) ہجوم وساوس کا سبب ایمان ہے مگر انقطاع وساوس سے عدم ایمان کا شبہ نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے اسباب اور بھی ہیں، مثلاً یکسوئی سے نفس کو دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی یا شیطان نے مایوس ہوکر وسوسہ ڈالنا چھوڑ دیا۔ صـ۱۱۔

(۲۲) منتہی کے لئے نفع رسانی اذکار و اشغال سے افضل ہے۔ ایضاً۔

(۲۳) اپنے فیصلۂ آخرت کے متعلق کوئی مطمئن نہیں ہوسکتا کیونکہ بشارت یقینی اس عالم میں ممکن نہیں ہے اور بشارت ظنی اختیار نہیں۔ (صـ۱۲)

(۲۴) اصلاح بدون ہمت کے کسی کی توجہ سے نہیں ہوتی اور نری تمنا ہوس ہے۔ صـ۱۴۔

(۲۵) خواب اس وقت مبشرات ہیں جس وقت اس پر عمل کرنے کی ہمت ہو۔ ایضاً۔

(۲۶) خدا اور رسول کے ساتھ صرف عقلی محبت کا انسان مکلف ہے۔ صـ۱۵

(۲۷) کتاب ذم الدنیا کیمیائے سعادت کا مطالعہ محبت دنیا کو کم کرتا ہے۔ ایضاً

(۲۸) بتکلف کسی کام پر دوام کرنے سے استقلال و ملکہ ہو جاتا ہے۔ ایضاً۔

(۲۹) سالک کو حفظِ صحت کا خیال ضروری ہے۔ صـ۱۶۔

(۳۰) چہل حدیث ملحقہ نشر الطیب کا مطالعہ باعث برکت ہے۔ ایضاً۔

(۳۱) شیخ کے ساتھ حسن ظن سے نفضل الٰہی متوجہ ہوتا ہے۔ صـ۱۶ ۔

(۳۲) بدن میں جھینگر کی آواز کا آنا یا تمام بدن سے ذکر کا جاری ہونا آثار ذکر سے ہے۔ صـ۱۷ ۔

(۳۳) جب تک تمام سے منہ موڑ کر مرشد سے کامل اعتقاد نہ ہو اور حجاب نہ ٹوٹے اس وقت تک فیض نہیں ہوتا، جس دم بھی قبض کے دفع کرنے کا علاج ہے۔ صـ۱۸

(۳۴) واعظ کی ترغیب و ترہیب کا اثر اسکے خلوص پر دلالت کرتا ہے۔ صـ۱۹

(۳۵) مبتدی کے لئے کشف و کرامات رہزن ہیں۔ صـ۲۰ ۔

(۳۶) کسی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دینا اسکی مقبولیت کی دلیل نہیں ہے۔ صـ۲۱ ۔

(۳۷) خیرات مستقل طاعت سمجھکر کرنا چاہیئے نہ بطور رشوت، ایضاً ۔

(۳۸) امام غزالیؒ کا قول قد وعد اللہ ان یوید ابذا الدین باقوام لاخلاق لہم فلا تشغل قلبک بامر الناس فان اللہ لا یضیعہم وانظر لنفسک۔ ایضاً ۔

(۳۹) قرآن مجید کے حکم امر بالمعروف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ امام صاحب کا مقصود خاص ان لوگوں کو خطاب کرنا ہے جو بغرض شہرت وعظ کا مشغلہ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح سے غافل ہیں۔ ایضاً ۔

(۴۰) شیخ کی محبت بالواسطہ خدا کی محبت ہے۔ صـ۲۲

لہٰ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس دین کی ایسے لوگوں سے اعانت کرے گا جو صالح نہیں ہیں پس تو لوگوں کی فکر میں [illegible]

(۴۱) مراقبۂ موت سے وحشت ہو تو مراقبۂ رحمت (شوق وطن) کا مطالعہ[۱۵] مفید ہے۔ صفحہ ۲۳

(۴۲) ہاتھوں میں کوئی شے رینگتی ہوئی معلوم ہونا حالت محمود ہے اس سے یک سوئی و لذت ذکر میسر ہوتی ہے۔ ایضاً

(۴۳) مراقبہ میں محویت کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ ایک دن یا دو دن کے فاصلہ سے کرے۔ صفحہ ۲۴

(۴۴) جمع الجمع سے بھی ایک مقام اعلیٰ ہے کہ نظر عقلی میں بھی تعلق رہے اور نظر ذوقی میں بھی صانعیت و مصنوع حاضر ہوں۔ صفحہ ۲۹

(۴۵) تلوین تمکین کے مخالف نہیں ہے۔ مخالف تلوین وہ ہے جس سے علوم مغلوب اور اعمال غیر منتظم ہو جائیں۔ ایضاً

(۴۶) جگہ کا بدل دینا بھی غلبۂ نیند کا علاج ہے۔ ایضاً

(۴۷) کسل کبھی صحبت بد سے بھی ہو جاتا ہے جس کا تدارک ترک صحبت ہے اور کبھی زیادت مشقت سے ہوتا ہے جس کا علاج چند سے آرام کرنا ہے۔ صفحہ ۳۰

(۴۸) مضامین زہد و ذم دنیا کا مطالعہ صدمہ کا علاج ہے۔ صفحہ ۳۱

(۴۹) دریا کا نظر آنا عالم ملکوت ہے اور نور کا اس میں چلنا عمل روحانی ہے اور خود ذاکر کا چلنا عمل بدنی ہے۔ صفحہ ۳۲

(۵۰) جو شخص کہ عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے اس پر زہد و توکل کا غلبہ ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۵۱) صورت ہائے مثالیہ اکثر اصل کے مطابق ہوتے ہیں۔ ص ۲۳۔

(۵۲) کبھی کشف سے تقویت اعتقاد مقصود ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۵۳) کشف سالکین کے لئے ایسا ہے جیسا کہ لڑکوں کے حق میں شِیرینی کہ باعثِ ترغیب ہے مگر مقصود نہیں۔ ایضاً۔

(۵۴) ناسوت ناس سے مشتق ہے یعنی آدمیوں کے رہنے کی جگہ اور ملکوت ملک سے مشتق ہے یعنی فرشتوں کے رہنے کا مقام۔ ص ۲۴۔

(۵۵) سبز رنگ کا نور اور سینے کا نور اعمال کی صورت مثالیہ ہے اور دونوں کا متحد ہونا علامت قبولیت ہے۔ اور بجلی کا نور خاندانِ چشتیہ کا اثر ہے۔ ایضاً۔

(۵۶) آسمان پر کسی حسینہ یا ہر عورت کا چاندی کے لباس میں دیکھنا حورِ جنّت کی صورت مثالیہ ہے۔ ایضاً۔

(۵۷) دھوئیں کا نظر آنا مرتبۂ فنا ہے۔ ص ۲۵۔

(۵۸) قبض و بسط دونوں حالتیں ہیں اگر ایک حال رہے تو اس کا نہ کوئی لطف اور نہ اسکی حقیقت معلوم ہو جیسے کسی شخص نے کبھی کڑوی چیز نہ کھائی ہو تو میٹھے کی حقیقت سے ناآشنا رہے گا۔ ایضاً۔

(۵۹) عبدیت کی علامت یہ ہے کہ اپنے اعمال سے نظر اٹھ جائے اور معاملہ آخرت

میں خوف و رجا کے درمیان رہے ۔ ص ۳۵

(۶۰) روح باعث غلبۂ محبوبیت کے عورت کی صورت مثالیہ میں ظاہر ہوتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۶۱) قبر میں اپنی پیشانی کو پسینہ میں تر اور غبار آلود دیکھنا اور چہرہ سوتا ہوا نظر آنا یہ خود ذاکر کے فنا کی صورت اور پیشانی کا پسینہ خاتمہ بالخیر کی طرف اشارہ ہے ۔ ایضاً ۔

(۶۲) تردد و پریشانی جو آثار تلوین سے اگر رفع ہو جائے تو تکمیل کی علامت ہے ۔ ص ۳۶ ۔

(۶۳) بوئے حنا کا محسوس ہونا عالم برزخ سے ہے ۔ ص ۳۷ ۔

(۶۴) ایک شخص نے خواب میں کہا کہ مقصود شما باداست یعنی اللہ تعالے مثل باد ست در حس لبشر نمی آید ۔ ص ۳۸ ۔

(۶۵) سینہ میں چند مقام کی حرکت اصل میں لطیفۂ قلب کی حرکت ہے جس کے اتصال سے اور مقام متحرک معلوم ہوتے ہیں ۔ ایضاً ۔

(۶۶) خواب میں عکس شیخ دیکھنا حصول ثمرہ کی بشارت ہے ۔ ایضاً ۔

(۶۷) پانی صوفیہ کے نزدیک عالم غیب سے عبارت ہے ۔ ص ۳۹

(۶۸) لطیفۂ خفی یا اخفی کا نور سیاہ ہے لطیفۂ روح کا نور سفید اور لطیفۂ نفس کا نور زرد ہوتا ہے ۔ ایضاً ۔

(۶۹) لاحول اور تصور شیخ سے شیطان دفع ہوتا ہے۔ صـ ۳۹

(۷۰) کسی نور لطیفہ کا بسرعت زائل ہونا بعض اوقات توجہ الی اللہ کیلئے مفید ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۷۱) سلطان الاذکار میں کبھی اپنا جسم بہت بڑا معلوم ہوتا ہے جو علامت بقاؔ کی ہے اور کبھی لا شئے محسوس ہوتا ہے جو علامت فنا کی ہے۔ صـ ۴۰۔

(۷۲) سلطان الاذکار میں اپنا جسم اوپر کی طرف جاتا ہوا معلوم ہونا ملکوت سے مناسبت کی علامت ہے۔ ایضاً۔

(۷۳) اگر اصلاحِ باطن اس غرض سے کرے کہ لوگوں کو بیعت کروں گا تو اسکی اصلاح کبھی نہیں ہوسکتی ہے۔ صـ ۴۱۔

(۷۴) بیعت لینے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے کو اہل نہ سمجھے۔ ایضاً۔

(۷۵) (الف) اگر سالک کے صفاتِ ذمیمہ جس قدر ہیں سب مبدّل بہ صفات حمیدہ ہوجائیں تو اس کو اصطلاح میں فنائے حسی اور واقعی کہتے ہیں اور صفات حمیدہ کے پیدا ہونے کو بقاء کہتے ہیں۔ صـ ۴۲۔

(ب) اگر غلبۂ شہود ذات وصفات حق کی وجہ سے اپنی ہستی سے بے التفات ہوجائے یا لاشئے خیال کرے تو اس کو اصطلاح میں فنائے علمی کہتے ہیں۔ ایضاً

(ج) اگر اس علم فنا سے بھی ذہول ہوجائے تو اس کو فناءِ فناؔ اور فناء الفناء کہتے ہیں۔ صـ ۴۲

(د) اور اس کے بعد جو کیفیت حاصل ہو اس کو بقاء البقاء کہتے ہیں۔ ایضاً۔

(ھ) اور سیر الی اللہ جس سے مراد انقطاع ماسوا اللہ ہے یہاں ختم ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۴۳۔

(و) سیر فی اللہ دوام توجہ الی اللہ سے شروع ہوتا ہے جس کی تجلی و مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایضاً۔

(ز) اور غلبۂ حال یا مکاشفہ میں جو چیز منکشف ہوتی ہے اسکو تجلی مثالی کہتے ہیں کیونکہ وہ مثال ہے تجلی حقیقی کی جو آخرت میں ہوگی۔ ایضاً۔

(۷۶) معرفت ہر شخص کی بقدر محبت و تقویٰ کے ہوتی ہے۔ ایضاً

(۷۷) آخرت میں ہر شخص کو اسکی معرفت و تقویٰ کے موافق دیدار ہوگا۔ ایضاً۔

(۷۸) جیساکہ اس عالم میں معرفت سے سیری نہیں ہوتی وہاں بھی دیدار سے سیری نہ ہوگی۔ ایضاً۔

(۷۹) فنا میں بے خودی نہیں ہوتی جس میں بے خودی ہوتی ہے اسکو اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں۔ صفحہ ۴۴۔

(۸۰) نسبت فنا کی زائل نہیں ہوتی مقام ہوجاتی ہے۔ ایضاً۔

(۸۱) جس کا تعلق حق سے نہ ہو وہ غیر حق ہے اور جسکا تعلق حق کے لئے ہو وہ غیر حق نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۸۲) نسبت ایک ہی ہے صرف اسکے کیفیات والوان بمقدار استعداد مختلف ہوتے ہیں۔ ایضاً۔

(۸۳) مراقبہ و شغل احوال پیدا کرنے کے لئے ہیں جب احوال پیدا ہو گئے تو ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۸۴) کسی کیفیت و حال کو بقاء نہیں ہے۔ صہ ۴۵۔

(۸۵) انتہائی حالت میں عقل طبعیت پر غالب رہتی ہے اس لئے سکون رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ و انبیاء مستی و شورش سے خالی تھے بخلاف متوسطین اولیاء کے۔ ایضاً۔

(۸۶) کثرت ذکر و مراقبہ و مجاہدہ سے مقصود تہذیب نفس و اصلاح قلب ہے۔ صہ ۴۶

(۸۷) لطائف ستہ کے الوان و انوار سلوک کا جز نہیں ہے صرف یکسوئی میں معین ہوتے ہیں۔ ایضاً۔

(۸۸) نسبت جو عبارت ہے حضور مع اللہ سے اس کو کوئی سلب نہیں کر سکتا۔ ایضاً

(۸۹) اور جو سلب کیجاتی ہے وہ کیفیت شوق ہے جو برکت ذکر پھر عود کر سکتی ہے۔ ایضاً

(۹۰) متقی مجاہد کو اپنی نسبت کا علم ہوتا ہے اور متقی غیر مجاہد کو اپنی نسبت کا علم نہیں ہوتا۔ صہ ۴۷۔

(۹۱) اصطلاح صوفیہ میں توجہ الی الصفات کو مشاہدہ کہتے ہیں اور توجہ الی الذات بلا التفات الی الصفات کو معائنہ اور تجلی ذاتی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایضاً

(۹۲) مکاشفات و خواب میں حق تعالےٰ کو دیکھنا صورت مثالیہ میں سے کسی
لون کا دیکھنا ہے جو مخلوق ہے اسکو تجلی مثالی کہتے ہیں۔ صـ ۴۷

(۹۳) صاحب نسبت کے پہچاننے کا بہتر طریقہ اعمال سے ہے کہ اتباع کامل شرع
کا ہے یا نہیں ہے۔ دوسرا طریقہ احوال سے پہچاننے کا ہے کہ اس کے لئے
کشف کی ضرورت ہے۔ صـ ۴۸

(۹۴) اگر کسی تجلی کے ظہور کے بعد ضلالت و وحشت کی علامت پائی جائے
تو یہ تجلی شیطانی ہے اگر ہدایت اور انس و فرحت کی علامت پائی جائے
تو تجلی رحمانی ہے۔ ایضاً

(۹۵) تجلی کا ادراک صرف قلب سے ہوتا ہے اگرچہ ظاہری آنکھ
بند کر لی جائے۔ ایضاً

(۹۶) انتہا میں سالک کی حالت مثل عام لوگوں کی ہو جاتی ہے۔ صوفیوں کے
ایک مشہور قول (ما النہایۃ قال العود الی البدایۃ) کے یہ بھی معنی ہو
سکتے ہیں۔ صـ ۴۹

(۹۷) ذکر قلبی شہود قلب بلا توسط زبان سے عبارت ہے۔ ایضاً

(۹۸) ذکر قلبی کی جب لطافت بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری کہتے ہیں
ذکر سری کی لطافت جب بڑھ جاتی ہے۔ تو ذکر خفی کہتے ہیں علیٰ ہذا القیاس
اخفیٰ ابھی یہی ہے۔ ایضاً

(۹۹) ذکر سری مشابہ استغراق کے ہے لیکن استغراق میں غیبت ہوتی ہے اور اس میں حضور رہتا ہے ملکہ یادداشت کا اثر امور اختیاریہ میں ظاہر ہوتا ہے یعنی اعمال میں سہولت ہوتی ہے اور مقام رضا کا اثر امور غیر اختیاریہ میں ظاہر ہوتا ہے یعنی مصائب پر ناگواری نہیں ہوتی ۔ ص۴۹

(۱۰۰) قبض و بسط کی دو حالتیں اگر عامی و مبتدی کو ہوں تو خوف و رجا ہے اور متوسط کو ہو تو قبض و بسط اور منتہی ہو تو اس کو اُنس و ہیبت ۔ ص۵۰ ۔

(۱۰۱) مقام نازو ادلال میں اگر شوق پیدا ہو تو توفیق اعمال کی بڑھ جاتی ہے اگر کہیں استغنیٰ پیدا ہو گیا تو توفیق اعمال کی کم ہو جاتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۲) ایک نظر میں نوازنا شیخ کا اختیاری امر نہیں ہے اس کا بھی ایک وقت ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۳) ایک نظر میں خدارسیدہ بنانے کے یہ معنی ہیں کہ طالب میں استعداد اور صلاحیت اعمال اختیاریہ کرنے کی ہو جاتی ہے اور باقی تکمیل تو خود عمل سے ہوتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۴) رسوخ و تمکن کے بعد حال بھی مقام ہو جاتا ہے اس لئے کہ فنا کو مقام کہتے ہیں اصطلاح تصوف میں ایک معنی مقام کے عمل باطنی اختیاری اور دوسرے معنی حال کے ثابت و راسخ ہونے کے ہیں اسی معنی کے لحاظ سے فنا کو بعد رسوخ و تمکن کے مقام کہتے ہیں ۔ ص۵۱ ۔

(۱۰۵) ولایت مقبولیت کو کہتے ہیں اور نسبت بھی یہی ہے ۔ ص ۵۱ ۔

(۱۰۶) فنا میں بھی التفات الی غیر الحق ہوتا ہے لیکن نہ اتنا کہ جس قدر پہلے ہوتا تھا اور وساوس کا کم ہو جانا لازم فنا ہے اور زہد بمقابلہ حرص ہے صرف حرص نہیں ہوتی باقی وسواس والتفات سب ہوتا ہے ۔ ص ۵۲

(۱۰۷) فنائے ذاتی میں صفات و ممکنات کی جانب توجہ نہیں ہوتی ہے اور فنائے حسی میں ممکنات کی طرف توجہ ہوتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۸) نماز میں مختلف افعال کے یاد رکھنے کے خیال سے لذت کم ہوتی ہے اور اس سے خطرات کا ہجوم ہوتا ہے ۔ بخلاف تلاوت کے کہ اس میں، ترکیب نہیں ہے اور ذکر میں تو بہت ہی بساطت ہے جسکی وجہ سے بہت جلد یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۹) غلبۂ استحضار سے فنا پیدا ہوتا ہے خواہ اس کا کوئی سبب ہو ۔ ایضاً ۔

(۱۱۰) تمثیلات و مراقبات مبتدی کے لئے ہیں جس کو براہِ راست، استحضار نہ ہو ۔ ص ۵۳ ۔

(۱۱۱) بعض لوگوں کو حق و خلق جمع کرنے سے انقباض ہوتا ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۱۲) التفات قبل الفناء محود غرضی و ہو اسئے نفسانی سے ہوتا ہے اور التفات بعد الفناء جس کو بقا کہتے ہیں خالصًا لوجہ اللہ مرآتِ الٰہی سمجھکر ہوتا ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۱۳) ہمہ اوست کا معتقد اگر بغلبۂ حال ہے تو معذور ہے اگر بلا غلبہ

حال ہے تو کافر ہے ۔ صـ۵۴

(۱۱۴) کسی شے کا محمود ہونا مقصود ہونے کو لازم نہیں ہے ۔ ایضاً۔

(۱۱۵) تصور حق اس طرح کرے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے اگر ذات کا تصور نہ جم سکے اور خطرات کا ہجوم ہو تو قلب کی طرف متوجہ ہو کر یہ تصور جمائیں کہ دل اللہ اللہ کرتا ہے ۔ صـ۵۶ ۔

(۱۱۶) اصلاح اعمال کے لئے بیعت شرط نہیں ہے ۔ صـ۵۷ ۔

(۱۱۷) حدیث : لکن الزہادة[1] فی الدنیا ان لہ تکون بما فی یدیك اوثق بما فی یدی اللہ اور الحدیث (وانفق[2] یا بلال ولا تخش من ذی العرش حدیث اقلالاً)

پہلی حدیث میں بندہ کی مملوکات پر وثوق واعتماد کی ممانعت ہے اُس کی حفاظت کی ممانعت نہیں ہے ۔ اور دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اپنی مقدرت کے موافق خرچ کرے ۔ صـ۵۷و۵۸ ۔

(۱۱۸) ضعیف الدماغ کو بلا ضرب ذکر خفی کرنا چاہیئے ۔ صـ۶۱ ۔

(۱۱۹) بلا شدید ضرورت ذکر میں بات نہ کرے ۔ ایضاً ۔

(۱۲۰) ظاہری شکر یہ بھی موافق سنت ہے ۔ صـ۶۲ ۔

(۱۲۱) خواب پر ناز نہ کرے اور نہ بدون اجازت شیخ اس پر عمل کرے ۔

---

[1] لیکن دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو تیرے ہاتھ میں ہو اس پر اتنا بھروسہ نہ ہو جتنا کہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

[2] اور خرچ کر تو اے بلال اور رب العرش سے اپنی تنگ دستی کا خوف مت کر ۔

حصّہ سوم

(۱) قضائے عمری کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز ادا کرے۔ ص۵

(۲) کسی حال کو ضبط کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ایضاً۔

(۳) واردات پر ناز یا اس کو کمال سمجھنا مضر ہے۔ ص۶۔

(۴) اعمال کی مقبولیت کا انسان مکلف نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۵) اذکار میں سے جس ذکر سے جمعیت خاطر ہو وہی اس کا مربی اور ترقی کا کفیل ہے۔ ص۷۔

(۶) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب[1] سے اطمینان عقلی مراد ہے نہ طبعی۔ ص۸۔

(۷) ذکر اللہ میں خاصیت ہے کہ ذکر اعتقادی سے اطمینان اعتقادی اور ذکر حالی سے اطمینان حالی حاصل ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۸) ذکر قلب کی آواز سرایت ذکر کی علامت ہے جو مقصود کا زینہ ہے۔ ص۹

(۹) الوانِ مختلفہ کے دکھانے کی غرض ذاکر کا دل بڑھانا ہے اور یہی معنی ہیں قول حضرت جنیدؒ کے "تلک[2] خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ" ایضاً۔

---

[1] یاد رکھو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

[2] یہ چند خیالات ہیں جن سے مبتدیانِ طریقت کی تربیت کی جاتی ہے۔

(۱۰) مرے سینہ میں عرشِ معلیٰ سے نور آرہا ہے یہ مراقبہ یکسوئی کے لئے مفید ہے۔ صنا۔

(۱۱) کوتاہی پر ندامت عبدیت کی علامت ہے۔ ایضاً۔

(۱۲) خوف علامتِ ایمان ہے۔ ایضاً۔

(۱۳) اتباع احکام شرعیہ وکثرت ذکر سے خدا ورسول کی محبّت بڑھتی ہے۔ ایضاً

(۱۴) اگر ذاکر کو رعشہ و سوزش علاوہ اوقاتِ ذکر کے بھی ہو تو طبیب سے رجوع کرنا چاہیئے۔ صلا۔

(۱۵) کتاب جزاء الاعمال کا مطالعہ تحریص علی الاعمال کے لئے مفید ہے۔ ایضاً۔

(۱۶) تصور جمانے میں زیادہ مبالغہ نہ کریں۔ صلا۔

(۱۷) پریشانی کے وقت یہ مراقبہ کرنا کہ وہ ان سب اُمور میں کافی ہے اور اس کا تعلق دفع البلیات سے ہے اطمینان پیدا کرتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۸) شیطان کبھی سببِ خیر ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۹) معمولات میں جس روز جس ذکر سے دلچسپی ہو اسی کو معمول سمجھے۔ صلا۔

(۲۰) انوار کبھی ناسوتی اور کبھی ملکوتی ہوتے ہیں اور صرف یکسوئی میں معین ہیں۔ ایضاً۔

(۲۲) کسی کی ناجائز محبّت کے ازالہ کے بعد اگر خفیف میلان رہے تو یہ مضر نہیں۔ صھا۔

(۲۲) ریا کی حقیقت یہ ہے کہ عمل اس قصد سے کیا جائے کہ خلق راضی ہو اس کا علاج یہ ہے کہ قصد نہ کرے اگر باوجود اس کے آئے تو یہ وسوسہ ریا ہے جو مضر نہیں ہے اور نہ ازالہ ضروری ہے۔ صہ ۱۶۔

(۲۳) اہل اللہ کی صحبت یا کیمیائے سعادت کا مطالعہ ہمت پیدا کرتا ہے۔ ایضاً۔

(۲۴) ایک شخص نے ذکر میں سنا کہ ظاہری تعلیم کرتے ہیں ارشاد ہوا کہ اگر اس کو سرور ہوا تو یہ اشارہ حسن تعلیم کی طرف ہے کہ ظاہر کی بھی رعایت کیجاتی ہے اور اگر توحش ہوا تو یہ خطرہ ابلیس ہے کہ یہاں باطن کی تعلیم نہیں ہوتی ہے صہ ۱۹۔

(۲۵) خدا تعالیٰ کے ہاتھ پیروں سے متعلق یہ تصور نہ کرے کہ ہم جیسے ہیں اگر بلا اعتقاد تصور آجائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایضاً۔

(۲۶) اگر نماز میں حالت غیبت طاری ہو تو نماز مکروہ نہ ہو گی مگر ایسے شخص کے لئے ترک امامت اولیٰ ہے بشرطیکہ کوئی بہتر امام میسر ہو جائے۔ صہ ۲۰۔

(۲۷) مولٰینا گنگوہی کے ایک مجاز کا خط ملاحظہ ہو کتاب تربیت السالک حصہ سوم، صہ ۲۱۔

(۲۸) بجائے کثرت کے مداومت عمل زیادہ محبوب ہے، اس لئے تمام شب بیداری خلاف سنت ہے۔ صہ ۲۴۔

(۲۹) کسی مضمون کا تصور باندھنا مراقبہ ہے۔ صہ ۲۵۔

(۳۰) مراقبہ الم یعلم[1] بان اللہ یری استحضار کے لئے مفید ہے اول ۳،۴ مرتبہ تلاوت کرے کر یہ سوچے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے افعال ظاہرہ و باطنہ دیکھ رہے ہیں۔ صـ ۲۵ ۔

(۳۱) یاد داشت کے قصد سے تسبیح رکھنا اولیٰ ہے۔ ایضاً ۔

(۳۲) مقامات نجس میں اگر ذکر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ایضاً ۔

(۳۳) اگر دو جگہ کے قیام میں تردد ہو تو جس جگہ قیام میں جمعیت ہو اس کو منجانب اللہ خیال کرے۔ صـ ۲۶ ۔

(۳۴) عورتوں میں عاقبت اندیشی کم ہوتی ہے اس لئے بہ نسبت مردوں کے پریشانی کم ہوتی ہے۔ صـ ۲۷ ۔

(۳۵) رخصت پر عمل نہ کرنا اور عزیمت پر ہمت نہ ہونا شیطان کی رہزنی ہے۔ ایضاً

(۳۶) اصلاح خیالات بجز کامل شیخ کی صحبت کے میسر نہیں ہوتی۔ صـ ۲۹ ۔

(۳۷) کسی کام کے لوجہ اللہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کی تعریف اور قدر دانی نہ کی جائے تو اس کو ملال نہ ہو اور ملال ہو تو قابل علاج ہے۔ ایضاً ۔

(۳۸) ذکر قلبی ایک ملکہ یاد داشت ہے جو مدتوں کے بعد راسخ ہوتا ہے۔ البتہ حرکت قلب محض حرارت طبعی سے پیدا ہو جاتی ہے جو محمود ہے مگر مقصود نہیں ہے۔ صـ ۳۰

(۳۹) نماز میں الفاظ کا سوچ کر ادا کرنا خشوع پیدا کرتا ہے اور مقتدی ہونے کی حالت میں دل میں الفاظ کا خیال کرے۔ صـ ۳۱ ۔

---

[1] تحقیق آدمی نہیں جانتا کہ خدائے تعالےٰ دیکھ رہے ہیں۔

(۴۰) مرض وہم کے دفع کے لئے کسی کامل کی صحبت اختیار کرے یا چند روز وہم پر عمل نہ کرے۔ ص ۳۱ ۔

(۴۱) سماع معہ مزامیر سے کیفیات کا پیدا ہونا مسلّم ہے مگر ان کیفیات کے الہیہ و مقبول ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ بعد مجاہدات و طاعات کے شیخ کی ادنیٰ توجہ قلب کو روشن کر دیتی ہے یہی معنی شیخ کے نواز نے کے ہیں۔ ص ۳۱، ۳۲ ۔

(۴۲) ذکر کو چھوڑ کر قلب کی آواز نہ سننا چاہیئے۔ ص ۳۲ ۔

(۴۳) قلت غذا کا جرمانہ آجکل مناسب نہیں بلکہ نفل پڑھنا بہت بہتر ہے۔ ص ۳۴ ۔

(۴۴) خوبصورت عورت دنیا کی صورت مثالیہ ہے۔ ص ۳۷ ۔

(۴۵) نماز میں چونکہ اور اشغال سے تعطل ہو جاتا ہے اس لئے اکثر اوقات گم شدہ چیز یاد آجاتی ہے۔ ص ۳۸ ۔

(۴۶) یا باسط کے ورد سے قبض دفع ہو جاتا ہے۔ ص ۳۹ ۔

(۴۷) قبض میں یہ بھی امتحان ہوتا ہے کہ کام تقاضائے نفس سے ہے یا رضائے محبوب کے لئے۔ ایضاً۔

(۴۸) حدیث الارواح[1] جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف کی وجہ سے انسانوں میں محبت و عداوت کا اختلاف ہے۔ ایضاً۔

(۴۹) موجودہ واعظوں کے مجالس میں شریک ہونے سے ذکر و معمولات میں

---

[1] ارواح کا لشکر بنا یا گیا ہے ان میں سے جو ایکدوسرے کو پہچان گیا دوست ہوا جس نے نہیں جانا اس نے اختلاف کیا

مشغول ہونا بہتر ہے۔ صـ۴۰۔

(۵۰) وظائف ماثورہ میں تقدیم وتاخیر برکت کو زائل کرتا ہے اور غیر ماثورہ جو بطور مجاہدہ پڑھے جاتے ہیں ان کی تقدیم وتاخیر میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۵۱) اگر کسی بد دین کی عداوت توبہ کے بعد محبت سے بدل جائے تو سمجھنا چاہیئے یہ عداوت بغض فی اللہ تھی ورنہ تکبر ہے۔ صـ۴۱۔

(۵۲) تعلیم میں متعدد شخصوں کا اتباع نہ کرنا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۵۳) مبتدی کے لئے کشف فتنہ اور باعث پندار ہے۔ صـ۴۲۔

(۵۴) شیخ اوّل کے فرمودہ پر خواہ بذریعہ خواب ہو یا کشف ہو عمل اس وقت ضروری ہے جس وقت طالب کی شیخ اوّل کی صحبت میں تکمیل ہو گئی ہو ورنہ شیخ ثانی اس کی تمام تعلیم کا ناسخ ہوتا ہے۔ صـ۴۵۔

(۵۵) صحت کے لئے چھ گھنٹے سونا ضروری ہے ایکدفعہ ہو یا بہ تفریق۔ ایضاً۔

(۵۶) ذکر کے لئے کسی نشست کی قید نہیں ہے۔ صـ۴۷۔

(۵۷) عادۃ اللہ یہی ہے کہ استفادہ خاص زندوں سے ہوتا ہے۔ صـ۴۸۔

(۵۸) اولیاء اللہ سے گستاخی نہ کرنا چاہیئے گو اعتقاد نہ ہو۔ ایضاً۔

(۵۹) احیاناً ذاکر کے سامنے چراغ کی لو نظر آتی ہے جو پھر زائل ہو جاتی ہے یہ آثار ذکر سے ہے۔ صـ۴۹۔

(۶۰) اتباع سنت کا شوق دلیل محبت ہے اور درود شریف سے تنگی کے

مختلف اسباب ہوتے ہیں مثلاً ذاکر کی طبیعت کو کبھی کسی اور فکر سے مناسبت ہوتی ہے یا ذکر طویل سے طبیعت اکتاتی ہے۔ صہ ۴۹ ۔

(۶۱) اتفاقاً بضرورت شدیدہ کسی مہمان کی خاطر سے معمولات میں تغیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ صہ ۵۰ ۔

(۶۲) خلافتِ حقیقی یہ ہے کہ اپنے پیر کے رنگ میں رنگ جائے اور دوسری شرط یہ ہے کہ ظاہراً یا باطناً اس کی خواہش نہ کرے۔ صہ ۵۱ ۔

(۶۳) اگر زیارت قبور سے پریشانی ہو تو ترک کردے۔ ایضاً ۔

(۶۴) پان منہ میں رکھ کر ذکر یا درود شریف کے ورد کرنے کا حرج نہیں اگرچہ تمباکو بھی ہو مگر الائچی شامل کرے۔ ایضاً ۔

(۶۵) ارتکاب معاصی سے احتراز اگر مشکل ہو تو یہ مقرر کرے کہ اگر گناہ سرزد ہوگا تو پانچسو نوافل پڑھوں گا۔ ایضاً ۔

(۶۶) اگر تلاوت قرآن سے اتنی دلچسپی ہو کہ تمام اوراد بھی ترک ہو جائیں تو حصول مقصود کے لئے معین ہوگا۔ صہ ۵۲ ۔

(۶۷) جائز حاجتوں کے لئے مال کی خواہش حب دنیا نہیں ہے بلکہ بلا خیال حرام یا ضرورت سے زائد جمع کرنا یہ حب دنیا ہے۔ صہ ۵۳ ۔

(۶۸) کسی طرف توجہ سے دوسری طرف توجہ کا کم ہونا کمی تعلق کی دلیل نہیں ہے ایضاً

(۶۹) اگر شیخ کا تصور بلا اختیار جم جائے تو کلید سعادت ہے۔ ایضاً ۔

(۰۷) اگر بعوارض معمولات میں کوتاہی ہو تو یہ تنزل نہیں ہے دوسرے وقت اس کا تدارک کرے، ورنہ استغفار۔ صـ۵۴۔

(۱۷) اگر نا بالغ بڑی لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی انتظام بلا مرد کے نہ ہو سکے تو پس پردہ اپنی بیوی کی موجودگی میں پڑھائے اور اگر وعظ کہہ سکے تو مہینہ میں ایک دو بار عام مجمع میں پردہ کے ساتھ وعظ سنایا کرے۔ صـ۵۵۔

(۲۷) ایک طالب کا خط کہ طریقہ نقشبندیہ میں تعلیم دیجائے۔ صـ۵۶۔

(۳۷) خاص سلسلہ کی مناسبت اس کو مستلزم نہیں ہے کہ شیخ تعلیم بھی اسی سلسلہ کی مناسبت سے دے بلکہ مناسبت کی تفسیر یہ ہے کہ جو نسبت ہوگی وہ اس سلسلہ کے مشائخ کے ہمرنگ ہوگی خواہ تعلیم کسی طریق کی ہو۔ صـ۵۷۔

(۴۷) احوال میں قیاس جاری نہیں ہوتا۔ ایضاً۔

(۵۷) دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جائے معنی یہ ہے کہ ایک شیخ کو اپنے تمام امور سپرد کر دے۔ ایضاً۔

(۶۷) بسط میں اگر قہقہہ طاری ہو تو ضبط نہ کرے مگر حالت صلوٰۃ میں۔ صـ۵۸۔

(۷۷) کھڑے ہو کر ذکر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ صـ۵۹۔

(۸۷) حسن پرستی ایک امر طبعی ہے اس کے زوال کا انسان مکلف نہیں ہے مگر اس کے اقتضاء پر عمل نہ کرے۔ صـ۶۰۔

(۹۷) خواب میں برہنہ دیکھنا تعلقات دنیا سے تجرد اسکی تعبیر ہے۔ صـ۶۱۔

(۸۰) احوال بند ہوں یا پیدا ہوں دونوں حالتوں میں شکر کرے کیونکہ دونوں میں سالک ہی کی مصلحت ہے۔ صـ ۶۱۔

(۸۱) شیخ کا خواب میں زور سے دبانا افاضہ کی طرف اشارہ ہے اور خط بنانا فنائے رذائل کی طرف اشارہ ہے۔ صـ ۶۲۔

(۸۲) زید نے خواب دیکھا کہ ایک فقیرانہ صورت زاہدانہ لباس میں کہتا ہے کہ تم اجمیر شریف کیوں نہیں جاتے۔ زید نے جواب دیا کہ میں جب تک مدینہ نہ جاؤں گا کہیں نہ جاؤں گا" ارشاد ہوا کہ یہ ابلیس صورت آدمی ہے جس کو سنت کی برکت نے مغلوب کر دیا۔ صـ ۶۴۔

(۸۳) کامل پر کوئی حالت غالب نہیں ہوتی ہے صـ ۶۵۔

(۸۴) کمال کے بعد شیخ کا اثر کم محسوس ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۸۵) قبض شیخ کا اثر طالبین پر بھی پڑتا ہے۔ صـ ۶۶۔

(۸۶) قبض میں بھی نفس نسبت محفوظ رہتی ہے۔ جس کو خاص اہل بصیرت محسوس کرتے ہیں۔ ایضاً۔

(۸۷) شیخ کے سامنے کچا چٹھا پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور کلیات اپنے تمام عیوب بیان کردے۔ جزئیات کی تفصیل غیر ضروری ہے۔ صـ ۶۷۔

(۸۸) مخالفین کی شرارت سے بے چین ہونا منافی اخلاص نہیں ہے کہ امر طبعی ہے۔ صـ ۶۸۔

(۸۹) ترکِ نعمت ناشکری ہے۔ ایضاً۔

(۹۰) مجاہدہ پر ایک مدت گذرنے سے طبعاً ملال اور تکاسل پیدا ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ معمولات کی مقدار نصف کردیں یا ایک دن فاصلہ سے کریں۔ صہ ۶۹۔

(۹۱) اس زمانہ میں قلتِ مجاہدہ پر وہی دولت نصیب ہوتی ہے جو سلف کو مجاہدہ عظیم پر میسر ہوتی تھی۔ صہ ۷۴۔

(۹۲) کشف قبور مبتدی کو مضر ہے۔ صہ ۷۵، ۷۶۔

(۹۳) نفع رسانی افضل عبادات ہے۔ صہ ۷۸۔

(۹۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کے مختلف طریق ہیں کبھی اُنس کبھی ہیبت اس لئے سالک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف حیثیتوں سے خواب میں دیکھتا ہے۔ صہ ۷۸۔

(۹۵) وساوس بعض اقسام قبض اور میل الی المعصیت (گناہوں کی طرف رغبت) کے چند منافع حسب ذیل ہیں (۱) اس شخص کو کبھی غرور نہیں ہوتا سمجھتا ہے کہ بدحال ہوں (۲) ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے۔ کیونکہ اپنے علم و عمل پر ناز نہیں ہوتا (۳) اس لغزش کے پیش آنے سے، شیطان کے مقابلہ میں قوت پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ بس اس سے زیادہ کیا کرے گا۔ (۴) مرتے وقت دفعۃً یہ حالت پیش ہوجائے تو پریشان نہ ہوگا۔ کیونکہ زندگی میں ایک مرتبہ تجربہ ہوچکا ہے (۵) یہ شخص محقق ہوجاتا ہے اور دوسرے مبتلا کی دستگیری آسانی سے کرسکتا ہے (۶) ہر وقت اپنے اوپر حق تعالیٰ کی رحمت دیکھتا ہے کہ ایسے نالائق کو سرفراز فرماتے ہیں (۷) اس حدیث کا برائے العین مشاہدہ کرتا ہے کہ مغفرت عبد کے عمل سے نہ ہوگی رحمت حق سے ہوگی۔ (نوٹ) نمبر ۱۰۲ سے تا ختم (الا بتلاء لاہل الاصطفاء کا خلاصہ ہے

حصّہ چہارم

(۱) اختلاف طبائع سے ثمرات کا اختلاف ہوتا ہے۔ ص۳۱۔

(۲) اگر کسی حسین کی طرف میلان ہو تو یہ تصور کرنا چاہیئے کہ حقیقی جمیل حق سبحانہٗ ہے، دوسری طرف نظر نہ کرنا چاہیئے۔ ص۳۲۔

(۳) مداومت عمل پسندیدہ ہے اگرچہ کم ہو۔ ایضاً۔

(۴) مقام ہیبت میں سالک اپنے تمام افعال کو کفر یہ خیال کرتا ہے اس مشاہدہ سے خود پسندی کی اصلاح و مشاہدہ قدرت اور اپنے عجز کا معائنہ ہوتا ہے تفصیل کے لئے اسکے بعد کا خط ص۵۸ ملاحظہ ہو۔ ص۳۴۔

(۵) ذہول و نسیان میں بھی بعض حکمتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً تجرد الی اللہ و انقطاع ماسوی اللہ۔

(۶) شیخ کی صحبت و زیارت سے سکون ہونا علامت مناسبت و مفتاح سعادت ہے۔ ص۳۵

(۷) جس پر غصہ ہو اس سے دور ہو جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اپنی خطاؤں اور غضب خداوندی کو یاد کرنا غصہ کا علاج ہے۔ ص۳۶۔

(۸) نوافل کا مکان میں ادا کرنا بہتر ہے مگر سکون و جمعیت اگر مسجد میں ہو تو گھر سے افضل ہے۔ ص۳۷

(۹) بعض طبائع کے لحاظ سے کسی کام کا پابندی سے نہ کرنا بھی اثر و برکت کے لحاظ

سے دوام کے حکم میں ہے۔

(۱۰) جس شخص کو خدا کے ساتھ توکل و یقین کی دولت نصیب ہو جائے اسکو کبھی پریشانی نہیں ہوتی۔ صـ ۳۹ ۔

(۱۱) قرض کا بار اٹھا کر شیخ کی صحبت میں رہنا فائدہ کو کم کرتا ہے۔ صـ ۴۰ ۔

(۱۲) مبتدی کو اپنے ہم مشرب منتہی سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہیئے مجمع سے اٹھ جانا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۱۳) اپنی قبر کو دیکھنا فنا کی بشارت ہے۔ صـ ۴۲

(۱۴) اصلاح نفس کا نسخہ شافیہ اگر نمازیں ہوں یا روزے ہوں ادا کرے توبہ کرنا بدنظری سے احتیاط، مراقبہ موت، تبلیغ دین کا مطالعہ، حقوق العباد سے بری الذمہ ہونا، بلا ضرورت تعلقات کی کمی، مواعظ کا مطالعہ، اوقات فرصت میں شیخ سے ملنا۔ صـ ۴۳ ۔

(۱۵) اگر تعلیم میں حرج ہو تو طالب العلم کے لئے نوافل غیر مناسب ہیں۔ صـ ۴۴

(۱۶) جو قابل عظمت نہیں ہیں ان کی تعظیم بغرض خوشامد ممنوع ہے اگر شر سے بچنا مقصود ہو تو جائز ہے۔ ایضاً۔

(۱۷) جن احکام سے شرعی احکام کا تعلق ہے ان کے علاوہ تمام بزرگوں کے قصوں میں دل کا قبول کرنا روایت کے لئے کافی ہے۔ ایضاً۔

(۱۸) ایک طالب کی داستان۔ صـ ۴۵، ۴۹ ۔

(۱۹) جو شخص عشق میں مبتلا ہو اور صبر کرے اور پھر مرجائے تو وہ شہید ہے۔ صـ۴۹
(۲۰) تحمل سے زیادہ کام کرنے سے بھی قبض ہوتا ہے صـ۵۲۔
(۲۱) ذکر کا مقصود یہ ہے کہ تعلق مع اللہ پیدا ہو جائے۔ ایضاً۔
(۲۲) طالب کو اپنے شیخ کے علاوہ کسی غیر سے تعلق تعلیم نہ رکھنا چاہیئے مگر باجازت صـ۵۳
(۲۳) اگر نکاح مضر دین ہو تو صبر و ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ صـ۵۴۔
(۲۴) مبتدی کو اپنی ترقی کا علم نہیں ہوتا اسلیئے تقلیداً آزمودہ شیخ پر ایمان لانا چاہیئے۔ ایضاً۔
(۲۵) ضروری معاش میں مشغول ہونا بھی عبادت ہے اسلیئے اگر وظائف میں حرج
ہو تو دل گرفتہ نہ ہو۔ ایضاً۔
(۲۶) جس قدر تقوای بڑھے گا بیوی سے محبت بڑھے گی۔ صـ۵۵۔
(۲۷) کسی ورد کے ناغہ ہونے پر یہ نیت کرے کہ دوسرے وقت پورا کریں گے تو قلق نہ رہیگا۔ صـ۵۶
(۲۸) خواب میں دریا کا پار کرنا اور پھر واپس آنا فنا و بقا کی علامت ہے۔ ایضاً۔
(۲۹) اچھے کام کی فکر بھی موجب ثواب ہے۔ صـ۵۷۔
(۳۰) اپنے حال کو کچھ نہ سمجھنا عبدیت ہے۔ صـ۵۷۔
(۳۱) رنج کی مختلف قسمیں ہیں۔ رنج طبعی و رنج عقلی مثلاً گناہ پر رنج طبعی نہ ہونے
پر رنج ہونا رنج عقلی ہے۔ ایضاً۔
(۳۲) کسی کام میں رسوائی کا خیال بھی حجاب ہے۔ صـ۵۸۔
(۳۳) دعا کا مقصود تضرع و زاری ہے اگر اردو میں ہو تو بھی بہتر ہے۔ ایضاً۔

(۳۴) غیر کی طرف مشغولی گو وہ فرشتہ ہی کیوں نہ ہو ایک گونہ حجاب ہے۔ صـ۵۸۔

(۳۵) ہیبت وانس کے متعلق خط صـ۳۳ اور صـ۵۸ پڑھنا چاہیئے۔ صـ۵۸۔

(۳۶) قرآن شریف سے دلچسپی مذاق توحید کے غلبہ کی علامت ہے۔ صـ۶۲۔

(۳۷) خواب میں شیخ کا عمامہ باندھنا مقتدائیت کی علامت ہے۔ ایضاً۔

(۳۸) اضطراری مجاہدہ اختیاری کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ ایضاً۔

(۳۹) اگر مشغولی میں پاس انفاس جاری نہ رہ سکے تو اس وقت ذکر لسانی جاری رکھے۔ ایضاً۔

(۴۰) وظائف کی ایک تعداد مقرر کر کے پھر حسب نشاط جس قدر چاہے بڑھ سکتا ہے۔ صـ۶۳

(۴۱) حالت ضعف و نقاہت میں درود شریف کا ورد بلا قید جلسہ بہتر ہے۔ ایضاً۔

(۴۲) آثار عبدیت و نزول کامل۔ صـ۶۶۔

(۴۳) مضامین گو مستحضر نہ رہیں مگر عبور کافی ہے جو آئندہ بوقت استعداد کارآمد ہوتا ہے۔ ایضاً

(۴۴) ممانعت سوال کی اصلی وجہ یہ ہے کہ سوال میں سائل کو مذلت اور زجر میں مخاطب کی ایذا ہے۔ اور یہ دونوں قبیح ہیں۔ صـ۶۷

(۴۵) داو و دہش کے احوال مختلف ہیں۔ بعض لوگوں کو دفعۃً دینا آسان ہوتا ہے اور تفریقاً دینا مشکل اور بعض لوگوں کو اسکے عکس میں آسانی ہوتی ہے۔ ایضاً۔

(۴۶) چونکہ الخلق عیال اللہ ہے اس لئے ان سے کج اخلاقی باعث ناراضی ہے۔ صـ۶۸۔

(۴۷) مشتبہ چیزوں کے کھانے سے شہوات کی کثرت ہو جاتی ہے ۔ صـ۶۹

(۴۸) لڑکوں کی طرف اگر خیال ہو تو منہ اور قلب دونوں پھیرنا چاہیئے یعنی دوسری طرف متوجہ ہو جائے ۔ ایضاً ۔

(۴۹) بعض طبائع کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے انقباض ہوتا ہے ان کو چاہیئے کہ دیر تک دعا کریں تاکہ اس انقباض میں کمی ہو جائے ۔ ایضاً ۔

(۵۰) حفظ و تلاوت دونوں کے ثواب جداگانہ ہیں ۔ ہر ایک کو اس کے احوال کے موافق شیخ تجویز کر سکتا ہے ۔ ایضاً ۔

(۵۱) نماز میں یکسوئی کی غرض سے آنکھیں بند کرنا جائز ہے مگر خلاف افضل ہے ۔ ایضاً ۔

(۵۲) اگر ضروری اعمال پر مداومت ہو تو دل نہ لگنا قابل ملامت نہیں ہے ۔ صـ۷۰ ۔

(۵۳) قرآن مجید یا کسی وارد کے اثر سے رونا بے ہوش ہونا اس میں ضعف قلب کو بھی دخل ہے ۔ ایضاً ۔

(۵۴) مراقبہ پاس انفاس کو بالالتزام نہ کیا جائے اگرچہ اس میں محویت ہو ۔ ایضاً ۔

(۵۵) ذکر کے آثار باقیہ مراقبہ کی یکسوئی سے بہتر ہیں ۔

(۵۶) قلب سے نور کا نکلنا اور رفتہ رفتہ تمام جسم اور عالم کو محیط ہونا یہ ایک مراقبہ ہے جو یکسوئی کو مفید ہے ۔ صـ۷۱ ۔

(۵۷) یکسوئی کے زوال سے ذکر کا اثر زائل نہیں ہوتا ۔ ایضاً ۔

(۵۸) اگر کسی غم یا مرض سے قبض طاری ہو تو مذموم نہیں ہے اس کے سبب کا تدارک کرنا چاہیئے۔ ص۷۲۔

(۵۹) جب ادب کا غلبہ ہوتا ہے تو طالب بالمشافہ شیخ سے مخاطبت نہیں کر سکتا۔ ایضاً۔

(۶۰) ایک مریض کا خط۔ ص۷۳۔

(۶۱) تغیرات طبعی نہ محمود ہیں نہ مذموم۔ ص۷۴۔

(۶۲) احباب کے ساتھ خوش طبعی مفید ہے اگر معتدل ہو۔ ص۷۵۔

(۶۳) حقوق العباد کا زیادہ خیال رہنا خاص سلسلۂ امدادیہ کی ممتاز علامت ہے۔ ص۷۶۔

(۶۴) اگر کسی خاص احوال کی وجہ سے عزیز و قریب نکیر کریں یا اس کے خلاف پر اصرار کریں تو دل میں یہ جواب دے سہ

تا ترا حالے نباشد ہمچو ما
حال ما باشد ترا افسانہ پیش

اور زبان سے معافی چاہے۔ ایضاً۔

(۶۵) جب مظاہر میں ظاہر کا غلبہ ہو تو اس کو اصطلاح میں تشبیہ کہتے ہیں مگر اس طرف التفات نہ کرنا یہ تنزیہ مامور بہ ہے۔ ص۷۷۔

(۶۶) ذکر جہر زیادہ نافع ہوتا ہے مگر سکون وجمعیت اگر خفی میں ہو تو وہ بہت

مناسب ہے۔ ص۴۸۔

(۶۷) شیخ کا تصوّر بلا قصد آثارِ محبت میں سے ہے اور محبت موافق سنت ہے۔ ایضاً۔

(۶۸) شیخ کی روز خواب میں زیارت ہونا کچھ قابلِ وقعت نہیں جیساکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بالکل نہ ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ایضاً۔

(۶۹) ازالۂ غنودگی کے لئے ذکر میں تمباکو کے استعمال کا مضائقہ نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۷۰) ورد میں حرکتِ زبان کے ساتھ دانۂ تسبیح کے شمار کی موافقت ضروری نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۷۱) بجز رضائے مولا کوئی خواہش دل میں نہ ہونا حقیقت شناسی کی علامت ہے۔ ص۴۹۔

(۷۲) ہر نعمت اس حیثیت سے کہ ہمارا عمل ہے ہیچ ہے اور اس حیثیت سے کہ خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے اور توفیق سے ہے قابلِ قدر ہے۔ ایضاً۔

(۱) مقتدی ہونے کی حالت میں اگر درود شریف بلا قصد قلب سے جاری ہو جائے تو کچھ ہرج نہیں مگر زبان کو حرکت نہ ہو۔ صت ۸۰۔

(۲) عادات شیخ کا اتباع اس لئے کہ وہ باعث ازدیاد محبت ہے نافع ہے۔ صت ۸۱

(۳) اتباع شیخ میں اس قدر انہماک نہ ہونا چاہیئے کہ اور ضروریات میں خلل پیدا ہو۔ ایضاً۔

(۴) خواب کی تعبیر اگر صاف نہ معلوم ہو تو جواب دیدے تکلیف نہ کرے۔

(۵) خواب کے جذبات بیداری سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ صت ۸۴۔

(۶) بوقت ذکر کا پنا آواز کا چڑھنا دماغ کا بیخود ہونا اگر ضعف نہ ہو تو یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے۔ ایضاً۔

(۷) عند الذکر اگر ذات حق تعالیٰ کا تصوّر قائم ہو اور صفات و اسماء سے ذہول ہو جائے تو یہ تجلی ذاتی ہوگی۔ ایضاً۔

(۸) حالت مرض کی بیکاری صحت کے مجاہدہ سے کم نافع نہیں ہے۔ صت ۸۵۔

(۹) غیبت سلوک کے متوسط احوال سے ہے جو محمود ہے مگر مقصود نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۱۰) جن کی قوتِ عقلیہ غالب ہوتی ہے اس کو یک سوئی کم میسر ہوتی ہے اور

اسی پر انوار واردات کے مکشوف ہونے کا مدار ہے۔ صـ۸۵۔

(۱۱) کبھی صاحب حال پر انکار میں عجلت نہ کرے احتمال ہے کہ ایسا عذر ہو کہ جس کا علم تم کو نہ ہو۔ صـ۸۹۔

(۱۲) اگر معاصی سے احتیاط کی توفیق میسّر ہو تو کسی حال کی فکر نہ کرے۔ صـ۹۰۔

(۱۳) اگر غصّہ سے کوئی دینی یا دنیوی فساد برپا نہ ہو تو علاج کی ضرورت نہیں بلکہ نافع ہے۔ صـ۹۲۔

(۱۴) ذکر میں تحسین حروف و تجوید کا اہتمام توجہ و یکسوئی کو مانع ہے اور یہی مدار ذکر ہے۔ ایضاً۔

(۱۵) عبدیت و تذلل جو نبوت کا خاص مذاق ہے شورش و دیوانگی سے افضل ہے۔ صـ۹۳۔

(۱۶) مال کے قبائح کا تصور کرنا اور اس انہماک سے جو معصیت کا سبب ہو جائے بچنا مال کی طمع کا علاج ہے۔ ایضاً۔

(۱۷) اپنے تمام امور کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کرنا اور جنّت کی تمنّا اور دوزخ سے پناہ مانگنا عین سنت ہے۔ صـ۹۴۔

(۱۸) جنّت کا مشاہدہ کرنا اور دنیا سے کنارہ کشی اور موت کی تکلیف کو فراموش کرنا ایک بلند مقام کی علامتیں ہیں۔ صـ۹۵۔

(۱۹) جس کو اتباع سنت کا ذوق میسّر ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک تمام

احوال ولطائف کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ صـ۹۶۔

(۲۰) روضۂ مبارک کے نقشہ کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے۔ ایضاً۔

(۲۱) نشر الطیب کا پڑھنا طاعون کا علاج ہے۔ ایضاً۔

(۲۲) اگر سفر میں تہجد کا موقع نہ ملے تو تیمم کر کے صرف ذکر ہی کر لینا موجب برکت ہے۔ صـ۹۷۔

(۲۳) ایصال ثواب بزرگان میں صرف ثواب کی نیت ہونا چاہیئے کوئی اور دینی یا دنیوی نفع کا خیال نہ کرے۔ اس مسئلہ کی بحث تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی ۱۳۲۲ھ صـ۸ تا ۱۲ میں ملاحظہ ہو۔ ایضاً

(۲۴) اکابر پر بھی کوئی کیفیت دائمی نہیں رہتی ہے۔ صـ۹۹۔

(۲۵) بلا مشورہ شیخ کوئی شغل نہ کرنا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۲۶) کسی وارد کے نہ ہونے سے تکمیل عبدیت ہوتی ہے اور عجب کی جڑ کٹتی ہے۔ صـ۱۰۱

(۲۷) نام کے ساتھ بلا ضرورت کسی لقب کا زیادہ کرنا اہل تفاخر کا شعار ہے۔ صـ۱۰۲

(۲۸) اپنے گناہوں کی تلافی سے مایوس ہونا اور گھبرانا یہ شیطانی کید ہے جو خدا کی رحمت سے ناامید کرتا ہے۔ صـ۱۰۳۔

(۲۹) مبتدی کو یہ نسبت تلاوت کے کثرت ذکر نافع ہے تاکہ تلاوت کے قابل ہو جائے۔ ایضاً۔

(۳۰) مریض کو اپنی کوتاہی پر نادم رہنا اور آئندہ تدارک کا عزم کرنا اور بجائے

ذکر کے فکر کرنا کافی ہے ۔ صہ ۱۰۴ ۔

(۳۱) حضرت شیخ جلال تھانیسری کی سلطان الاذکار کی صورت ملاحظہ ہو اصل کتاب ۔ صہ ۱۰۴ ۔

(۳۲) بارہ تسبیح میں کسی ایک ذکر کی زیادتی سے دوسرے میں کمی ہو جائے تو حرج نہیں ہے ۔ صہ ۱۰۵ ۔

(۳۳) اگر دعا میں وحشت ہو تو چند دعائیں منتخب کر کے توجہ سے پڑھے اور دلچسپی کا خیال نہ کرے کیونکہ بعض طبائع میں سوچنے سے گھبراہٹ ہوتی ہے ۔ صہ ۱۰۵

(۳۴) بعض امور کی اصلاح بغیر شیخ کے جسمانی تادیب کے نہیں ہوتی ہے ۔ صہ ۱۰۶ ۔

(۳۵) کسی سخت بات پر ضبط کی اس وجہ سے فضیلت ہے کہ اس سے طبیعت متردد رہتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۳۶) تمام عبادات میں حق تعالیٰ کا تصور باندھنا چاہیئے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو الفاظ کا ۔ ایضاً ۔

(۳۷) مقتدی سری نماز میں اگر ذکر قلبی کرے تو بہتر ہے ۔ صہ ۱۰۷ ۔

(۳۸) اتباع شریعت کے ہوتے ہوئے سب حالات نورانی ہیں اگرچہ ظاہراً ظلمانی ہوں اور اتباع کی کمی پر سب احوال ظلمانی ہیں اگرچہ دیکھنے میں نورانی ہیں ۔ صہ ۱۰۸ ۔

(۳۹) آجکل حبس دم مناسب نہیں ہے ۔ صہ ۱۱۰ ۔

(۴۰) ذکر میں سر کے جھٹکے کو کوئی دخل نہیں ہے اور طبیعت کے جوش میں روکنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۴۱) ناجائز ملازمت جب تک جائز کا انتظام نہ ہو ترک نہ کرے۔ صـ ۱۱۱۔

(۴۲) مبتدی جن امور پر بمشکل قابو پاتا ہے منتہی اسی پر آسانی سے قابو پالیتا ہے۔ صـ ۱۱۳

(۴۳) شیخ کو بیعت اس شخص سے لینی چاہیئے جس پر دل کو طمینان ہو۔ صـ ۱۱۴۔

(۴۴) بی بی سے ملاعبت حقوق باطن میں مضر نہیں ہے حق تعالیٰ کی طرف التفات عقلی کافی ہے مگر ملاعبت میں اعتدال ملحوظ رہے۔ صـ ۱۱۵۔

(۴۵) کافر کو خود سے بہتر اور خود کو ناقدر شناس نعمت الٰہی سمجھنا نیستی و فنا کی علامت ہے۔ ایضاً۔

(۴۶) شیخ کو کسی حال کے نہ ہونے کی اطلاع دینا بھی نافع ہے۔ صـ ۱۱۶۔

(۴۷) کسی امر کا تخیل بھی زینۂ مقصود ہے۔ صـ ۱۱۷۔

(۴۸) واردات کا ضبط کرنا ان کے حقوق کا ضائع کرنا ہے۔ ایضاً۔

(۴۹) جاہ پسندی کا خیال اگر ضعیف بھی ہو تو قابل علاج ہے وقت پر ایسی بات اختیار کرنا جو نفس پر شاق ہو مگر عرفاً زیادہ بری نہ ہو اس کا علاج ہے۔ صـ ۱۱۸۔

(۵۰) شیخ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ میرے حق میں اس سے زیادہ نافع اور میسر نہ ہوگا۔ باقی بزرگی و کرامت اس کا علم اللہ کو ہے۔ صـ ۱۱۹۔

(۵۱) گفتگو میں جوش مناسب نہیں ہے ہر وقت ہوش سے کام لینا چاہیئے۔ ص ۱۲۰۔

(۵۲) یارب[1] انت مقصودی ترک الدنیا والآخرہ اس کے پڑھنے کا ہر شخص اہل نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۵۳) مقامات انبیاء پر غیر نبی کو رسوخ نہیں ہو سکتا مگر وہاں سے گذر سکتا ہے۔ ص ۱۲۱۔

(۵۴) ابتداء میں طلب شوق اور انتہا میں اُنس تمکین کا غلبہ ہوتا ہے شوق مین التفات الی الخیر سے طبعی مانع ہے اور اُنس میں عقلی ہے۔ ص ۱۲۲۔

(۵۵) معصیت کو علت نارضامندی حق تعالےٰ سمجھنا چاہیئے لیکن طاعت کو رضامندی میں موثر نہ سمجھنا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۵۶) قلب کی صفائی اصلاحِ اعمال سے ہوتی ہے۔ وظائف صرف معین ہوتی ہیں۔ ص ۱۲۳

(۵۷) یکسوئی کا نہ ہونا حصول مقصود میں مانع نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۵۸) بیعت اس وقت کرنا چاہیئے جب کہ صحبت کے بعد طرفین کا اطمینان حاصل ہو جائے۔ ص ۱۲۴۔

(۵۹) جب سالک کو عالم قدس سے مناسبت ہو جاتی ہے تو باذنِ حق کوئی روح ظاہر امور صالحہ میں اعانت کرتی ہے مثلاً تہجد کے وقت جگانا وغیرہ۔ ص ۱۲۵۔

(۶۰) کسی بری بھلی بات سے ذہول ہو جانا اور فضول قصوں سے نفرت ہونا فنائے حسی کی علامت ہے۔ ص ۱۲۶۔

---

[1] اے رب تو ہی میرا مقصود ہے۔ میں نے دنیا اور آخرت دونوں کو ترک کر دیا۔

(۶۱) اپنی ہستی کو بھول جانا اور اپنے تمام حرکت کو حق تعالےٰ سے منسوب کرنا فنائے علمی کی علامت ہے۔ صـ ۱۲۷ ۔

(۶۲) شیخ محض واسطہ اور محرک ہے۔ ایضاً۔

(۶۳) آثار سلطان الاذکار کے فقدان سے کوئی ضرر نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۶۴) کسی کوتاہی پر اہلیہ سے اس طرح معافی مانگے کہ اس کو جرأت نہ بڑھ جائے۔ ایضاً۔

(۶۵) آوازِ خوش سے توجہ الی اللہ کا ہونا غلبۂ توحید ہے کیونکہ مصنوع سے صانع کی طرف جذب ہوتا ہے۔ یہ میلان متقی میں زیادہ ہوتا ہے مگر اس پر عمل نہ کرنا اقرب الی التقویٰ ہے۔ صـ ۱۲۸ ۔

(۶۶) بعض مبتدی یا متوسط کو سماع سے بوجہ غلبۂ حال طبعی نفرت ہوتی ہے۔ ایضاً

(۶۷) اگر سالک کو تدبر آیات و تلاوت سے بیساختہ انجذاب ہو تو بجائے ذکر کے اس کو اختیار کرے۔ صـ ۱۲۹ ۔

(۶۸) اگر ذکر جہر سے اہلیہ کی تکلیف کا خیال ہو تو اس سے دریافت کر لیا جائے۔ ایضاً۔

(۶۹) کبھی غلبۂ ذکر کے آثار سے غصہ بڑھ جاتا ہے جو عارضی ہے۔ ایضاً

(۷۰) ہجوم وساوس بھی ایک مجاہدہ ہے۔ ایضاً۔

(۷۱) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے عتاب کرنا مقتدا و مربی کا منصب ہے۔ صـ ۱۳۰

(۲) اگر معاصی کا داعیہ بالکل فنا ہو جائے تو آزمائش جو مکلف کی شان ہے بالکل جاتی رہے اور مستحق اجر بھی نہ رہے۔ ایضاً۔

(۳) نسخہ شافیہ۔ ۱۔ تہجد ۴ رکعت تا بارہ رکعت بوقت تہجد یا بعد العشاء

۲۔ بعد تہجد بوقت فرصت ذکر لاالہ الا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک جہر معتدل سے اور درمیان میں محمد رسول اللہ کہنا۔

۳۔ محاسبۂ نفس۔ صـ۱۳۱۔

(۴) انبیاء علیہم السلام میں داعیہ معصیت کا نہیں ہوتا گو قدرت ہوتی ہے جیسے ہم لوگوں میں پیشاب پینے کا داعیہ نہیں ہوتا، گو قدرت ہے اور اولیاءؒ میں داعیہ معصیت کا ہوتا ہے گو ضعیف ہی ہو جس کا مقابلہ اوّل سے آسان ہوتا ہے۔ صـ۱۳۲

(۵) جب بندہ مقام مرادیت سے فائز ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ایضاً۔

(۶) جن صحابہ سے صدور کبائر کا ہوا ہے اس وقت وہ اس مقام سے فائز نہ تھے اس وقت ایک محفوظ ولی کو صحابہ پر فضیلت جزئی ہوگی جو بمقابلہ صحابیت کمزور ہے۔ ایضاً۔

(۷) اگر مناجات قلبی کا بے ساختہ تقاضہ ہو تو وہ تصورِ ذات مع الذکر سے افضل ہے۔ ایضاً۔

(۷۸) بعض لوگوں کو صرف مثنوی کا مطالعہ قائم مقام ذکر ہو جاتا ہے۔ ص ۱۳۳۔

(۷۹) حدیث میں وارد ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ ہر مسلمان کو اس میں گھوڑا باندھنا چاہیئے تو وہ زمانہ یہی ہے۔ مگر اس سے اہل وسعت مراد ہے۔ ایضاً۔

(۸۰) علوم ولایت کا زیادہ تر منبع حضرات اہل بیت ہیں۔ ص ۱۳۵۔

(۸۱) غفلت نہ کرنا گناہوں سے بچنا اور ارتکاب گناہ پر فوراً توبہ کرنا اور پھر اس گناہ کی فکر میں نہ پڑنا یہ سلوک کا حقیقی مقصود ہے۔ ص ۱۳۶۔

(۸۲) کسی مقام پر پہنچنے کے بعد اس کو آخر مقصود سمجھکر مشغولی میں کمی نہ کرنی چاہیئے بلکہ ہمیشہ اسکی ترقی میں جد وجہد کرتا رہے۔ ص ۱۳۷۔

(۸۳) اوراد کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ص ۱۳۸۔

(۸۴) انوار جو قلب میں ہوں وہ نعمت ہیں اور وہی انوار حقیقیہ ہیں جن پر قرب مترتب ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۸۵) شیخ سے تعلیم حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ اپنے تمام احوال وعیوب پیش کرکے تفویض کردے۔ اور جو نسخہ شیخ تجویز کرے اسکو بلا تردد استعمال کرے۔ ایضاً

(۸۶) شیخ سے اپنے کسی حال یا اعتقاد کو مخفی نہ رکھے۔ ص ۱۳۹۔

(۸۷) ذکر میں نزع کی کیفیت طاری ہونا سلطان الاذکار کی علامت ہے۔ ص ۱۴۱۔

(۸۸) عبدیت کاملہ ومنتہی نزول کے آثار ملاحظہ ہو۔ ص ۱۴۲۔

(۸۹) اگر حالت شریعت کے موافق ہو تو خواب کتنے ہی مخالف اور شدید

نظر آئیں حجت نہیں ہیں ۔ صـ ۱۴۴

(۹۰) گلزار ابراہیم کا مطالعہ مفید ہے ۔ صـ ۱۴۶ ۔

(۹۱) شوق کا اپنی رفتار سے بڑھنا مفید ہے اور خود بڑھانے میں اسکے ختم ہونے کا احتمال ہوتا ہے ۔ لہٰذا جب دو شوق جمع ہو جائیں ایک مقصود دوسرا خود شوق کا شوق تو وہاں مقصود کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے ۔ صـ ۱۴۸

(۹۲) کثرت بکاء سے بعض اوقات شوق کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ اس لئے گریہ کا نہ ہونا بھی مفید ہے ۔ صـ ۱۴۹ ۔

(۹۳) ہر شخص کی استعداد جدا ہے جس کو صرف عالم الغیب جانتا ہے کہ اس کی تربیت کا کیا طریق ہے ۔ ایضاً ۔

(۹۴) اطاعت یہی ہے کہ مشقت برداشت کرے ۔ صـ ۱۵۰ ۔

(۹۵) مجاہدات علت وصول نہیں ہیں محض حیلہ ہے اور علت محض فضل ہے ۔ ایضاً

(۹۶) آداب شیخ سے یہ بھی ہے کہ علوم غیر ضروریہ میں اس کی طرف رجوع نہ کیا جائے ۔ ایضاً ۔

(۹۷) انسان کو چاہیئے کہ اپنے قصور کی کسی سے معافی مانگ لے اور قبولیت کا مکلف نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۹۸) تکرار سورت خصوصاً نوافل میں جائز ہے ۔ مگر التزام نہ کرے ۔ صـ ۱۵۸

(۹۹) قلب پر اللہ کا بخط جلی لکھا ہوا نظر آنا علامات بیوست سے ہے جلد ۲

(۱۰۰) جماعت کی نماز میں اگر یکسوئی نہ ہو اس کو ترک نہ کرنا چاہیئے ۔ صہ ۱۶۰ ۔

(۱۰۱) سلسلۂ امدادیہ میں بہ طریق متعارف تصرف و ہمت سے کام نہیں لیا جاتا ہے، طریق تعلیم صرف لسان ہے جو مطابق سنت ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۲) اگر محویت سے نماز میں سہو ہو تو مذموم نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۳) ہر مومن محبّ ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۴) عیوب کے علاج کے لئے امام غزالیؒ کے کتب کا مطالعہ مفید ہے ۔ صہ ۱۶۱

(۱۰۵) بعض اوقات تواضع میں نعمت کا انکار ہوتا ہے ۔ صہ ۱۶۲ ۔

(۱۰۶) شیخ کی تجاویز کا اتباع اور اپنے احوال کی اطلاع ضروری ہے ۔ صہ ۱۶۴ ۔

(۱۰۷) قدرت علی الاستحضار پر قناعت کر کے التزام کو ترک نہ کیا جائے ۔ صہ ۱۶۵

(۱۰۸) حزن مجاہدہ عظیم ہے ۔ صہ ۱۶۷ ۔

(۱۰۹) جس یکسوئی کا انسان مکلف ہے وہ اعتقادی ہے اور خیالی یکسوئی نہ اختیاری ہے نہ مامور بہ ۔ صہ ۱۶۹ ۔

(۱۱۰) سلوک کے مدارج کا قطع کرنا حسن خاتمہ کی علامت ہے ۔ صہ ۱۷۱ ۔

(۱۱۱) اتباع سنت و حب شیخ کے بعد وصول مقصود میں کوئی خطرہ نہیں ۔ صہ ۱۷۳

(۱۱۲) بعض لوگوں کو ہم بستری کے بعد قلب میں سختی و پریشانی محسوس ہوتی ہے جسکی وجہ قلت حرارت ہے ۔ صہ ۱۷۴

(۱۱۳) محاسبہ نفس کا یہ بھی طریقہ ہے کہ روزانہ اپنے روزنامچہ سے شیخ کو

اطلاع دے۔ ص۱۷۵۔

(۱۱۴) وقت تلاوت اگر یہ تصور کرے کہ اللہ جل جلالہٗ فرما رہے ہیں اور ہماری زبان سے مثل باجہ کے آواز نکل رہی ہے تو یکسوئی کیلئے مفید ہے۔ ایضاً

(۱۱۵) تبلیغ دین کا مطالعہ حب دنیا کا علاج ہے۔ ایضاً۔

(۱۱۶) بعض لوگوں کو شیخ کی خدمت میں بیٹھ کر قلب سے فحش کلمات نکلتے رہتے ہیں جسکی حقیقت یہ ہے کہ داخل نہیں ہوتے ہیں بلکہ خارج ہوتے ہیں۔ ص۱۷۷۔

(۱۱۷) اگر بات سوچکر کی جائے تو غیبت و لایعنی باتوں سے نجات ہوتی ہے ص۱۷۸

(۱۱۸) رسالہ خاتمہ بالخیر کا مطالعہ اس مسئلہ میں شافی رسالہ ہے۔ ص۱۸۱۔

(۱۱۹) خلوص و صدق میں کوتاہی معاف ہے۔ ص۱۸۲۔

(۱۲۰) احوال بدون عمل محض خیالات ہیں۔ ص۱۸۵۔

(۱۲۱) بعض اوقات میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ قلب میں کوئی چیز اُڑ رہی ہے یہ علامت قبض ہے۔ ص۱۸۶۔

(۱۲۲) وساوس و خطرات کے ذخیرہ کی صورت مثالیہ ملاحظہ ہو۔ ایضاً۔

(۱۲۳) کبھی ذکر کے اثر طبیعت میں کھانے پینے وغیرہ میں خاص لطافت پیدا ہوجاتی ہے۔ ہر وقت باوضو رہنے کو پسند کرتا ہے۔ ص۱۸۷۔

(۱۲۴) خلوت میں جلوت کا تکدر رفع ہونے سے خلوت میں تقلیل نہ کی جائے۔ ص۱۸۸

(۱۲۵) ہدیۂ شیخ میں اگر تکلف ہو تو بار نہ اٹھایا جائے ۔ صہ ۱۹۰ ۔

(۱۲۶) ہیبت وانس احوال محمود سے ہے لیکن مقصود اس سے آگے ہے ۔ صہ ۱۹۳ ۔

(۱۲۷) تجلی خاص کا نزول ملاحظہ ہو ۔ ایضاً ۔

(۱۲۸) فراق میں اگر رضائے محبوب ہے تو وہ وصل سے افضل ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۲۹) اس عالم میں مقصود عمل ہے اور عالم آخرت میں کیفیت مع الثمرات مطلوب ہے ۔ صہ ۱۹۴ ۔

(۱۳۰) ذکر لسانی مع توجہ قلب محض ذکر قلبی سے افضل ہے کیونکہ توجہ قلب میں تھوڑے عرصہ کے بعد اس سے ذہول ہو جاتا ہے اور مشاغل اسکو بزعم خود مستحضر سمجھتا ہے ۔ صہ ۱۹۵ ۔

(۱۳۱) اہل دل کی صحبت قرب وسکون کا باعث ہے ۔ صہ ۱۹۶ ۔

(۱۳۲) غلبۂ تواضع وفنا میں کتے کا بچہ بھی اچھا محسوس ہوتا ہے ۔ صہ ۱۹۸ ۔

(۱۳۳) غلبۂ فنا میں غیر کا ادنیٰ شائبہ بھی منقطع ہو جاتا ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۳۴) جس پر قرۃ عینی فی الصلوٰۃ[1] کا ظہور ہوتا ہے ۔ نماز میں تسلی ہونے لگتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۳۵) گویا حق تعالیٰ کا موجود ہونا اور ایک روشنی مثل آفتاب کے ہلکے ابر میں نظر آنا تجلی ہے ۔ مثال اقرب میں ۔ صہ ۱۹۹ ۔

(۱۳۶) عزم ادائے حقوق اہل دین وغیر اہل دین کی صورت ملاحظہ ہو ۔ ایضاً

---

[1] میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔ (حدیث)

(۱۳۷) اصلاح عمل کی صورت ملاحظہ ہو ۔ صہ ۱۹۹ ۔

(۱۳۸) رضائے مسنون یہ ہے کہ طلب رضائے کامل کے ساتھ دوزخ سے پناہ مانگی جائے ۔ ایضاً ۔

(۱۳۹) احوال اعمال سے متاخر ہیں ۔ صہ ۲۰۰ ۔

(۱۴۰) ورد کے یاد آنے پر پھر شروع کرنا یہ بھی حکم دوام میں ہے اور رضائے حق ہے ۔ صہ ۲۰۱ ۔

(۱۴۱) کسی مجمع اور ریا کے خیال سے ورد کا ترک کرنا جائز نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۴۲) من لاورد لہ لاوارد لہ یعنی جو ورد نہیں کرتا اس پر وارد نہیں طاری ہوتا ہے ۔ صہ ۲۰۲ ۔

(۱۴۳) اتباع سنت کا خیال ہونا نزول کے آثار سے ہے جو عروج سے افضل ہے ۔ صہ ۲۰۴ ۔

(۱۴۴) اظہار کا اہتمام جس طرح ریا ہے اخفا کا اہتمام بھی ریا ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۴۵) درستی کی فکر اور نادرستی کا اندیشہ درستی کی علامت ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۴۶) ریاضت میں آسان طریقہ کی تلاش خلاف طلب ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۴۷) اُنس شوق سے افضل ہے جو باقی رہتا ہے ۔ صہ ۲۰۷

(۱۴۸) تواضع وہ ہے جو ہر ایک کے ساتھ ہو ۔ صہ ۲۰۸ ۔

(۱۴۹) دفعتہً سکوت کا ایک عرصہ تک بلاقصد طاری ہونا عالم غیب کے

جذب کی علامت ہے۔ ص ۲۰۹ ۔

(۱۵۰) ہمعصروں سے خود کو کمتر محسوس کرنا دلیل ترقی ہے۔ ص ۲۱۰ ۔

(۱۵۱) درود شریف کی کثرت سوزش اور حرارت کا علاج ہے۔ ص ۲۱۳ ۔

(۱۵۲) اعمال میں کوتاہی کا سبب ضعف ہے۔ دماغ کی تقویت کیجائے۔ ایضاً۔

(۱۵۳) اگر مشاغل و تعلقات کی کثرت اس کا باعث ہے تو ممکنہ کمی کی جائے اور کیفیت شوقیہ کی کمی ہے تو سلف صالحین کا تذکرہ نہایت مفید ہے۔ ایضاً ۔

(۱۵۴) معمولات کا احیاناً ناغہ ہونا بھی مصالح سے خالی نہیں ہے اپنا عجز اور حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ عُجب کا علاج، اشتیاق کی زیادتی، مافات پر ملال اور سب سے زیادہ یہ کہ تسلیم و تفویض کا خوگر بھی ہو جاتا ہے۔ ص ۲۱۴ ۔

(۱۵۵) ذکر موت سے اگر وحشت ہو تو جنت کا تصور کرے کہ وہ اعمالِ صالحہ سے ملے گی۔ ایضاً۔

(۱۵۶) تصور باری تعالےٰ اور نعمتوں کا استحضار اور عجز عن الشکر کا خیال جس کو دامنگیر ہو جائے بڑی دولت ہے۔ ایضاً۔

(۱۵۷) ہر کام میں اعتدال رکھنا تقاضائے سنت ہے، مثلاً ہیبت کے ساتھ اُنس اور سوء ظن النفس مشاہدہ نعمت کا اہتمام تاکہ دوسروں کی خدمت اور اپنا خاتمہ درست کر سکے۔ ص ۲۱۵ ۔

(۱۵۸) اگر کوئی شخص منہ پر تعریف کرے تو اس کو روکنا موافق سنت ہے ص ۲۱۶

(۱۵۹) اچھے لوگوں میں بیٹھنے یا تعظیم و تکریم سے شرمانا تواضع کے آثار سے ہے۔ ایضاً۔

(۱۶۰) موت کی یادداشت اور ظاہری تجمل سے وحشت آثار زہد سے ہے۔ صـ ۲۱۶

(۱۶۱) کسی کے کام کرنے سے پہلے اس کے جواز و عدم جواز پر مطلع ہونے سے شکر کرنا آثارِ خشیت سے ہے۔ صـ ۲۱۷۔

(۱۶۲) دفعتہً یہ محسوس ہونا کہ حق تعالےٰ سے قلب منقطع ہوگیا علامت قبض ہے۔ ایضاً

(۱۶۳) اعمال میں بلا عذر خلل کا اگر تدارک نہ کیا جائے تو پھر کوتاہیوں پر تاسف جاتا رہتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۶۴) اگر کسی سے خشونت ہو جائے تو دوسرے وقت معافی مانگنے سے کج خلقی میں اعتدال ہو جائے گا۔ صـ ۲۱۸

(۱۶۵) مواعظ کا کثرت اور غور سے دیکھنا یکسوئی اور اصلاح کے لئے مفید ہے صـ ۲۱۹

(۱۶۶) گناہوں پر اگر طبعی شرمندگی نہ ہو تو عقلی کافی ہے اسی طرح طبعی اُمید کے ساتھ خوف عقلی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ صـ ۲۲۱۔

(۱۶۷) رضا بالقضاء اور الدعاء یرد القضاء[۱] میں تعارض نہیں ہے کیونکہ دعاء سے صورتِ بلا کا دفع مقصود ہے نہ رحمت کا۔ اور رحمت صورت بلا میں منحصر نہیں اور جب وہ صورت دفع نہ ہو اس پر راضی رہے۔ صـ ۲۲۵۔

---

[۱] دعاء قضاء کو دفع کر دیتی ہے۔

(۱۶۸) ریاضت کے ساتھ اصول طریق کی واقفیت بھی ضروری ہے جو وقتاً فوقتاً شیخ کو اطلاع کرنے سے ہوتی ہے۔ ایضاً۔

(۱۶۹) بوقت تہجد اگر بلا اختیار اہلیہ کی طرف میلان ہو تو حرج نہیں ہے۔ صـ ۲۲۶ ۔

(۱۷۰) کسی ذاکر کی آواز سے آواز ملا کر ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کو اطلاع نہ ہو۔ ایضاً ۔

(۱۷۱) اگر سالک کو ایسی حالت پیش آئے کہ اظہار احوال کے لئے الفاظ نہ مل سکیں تو یہ اس کے احوال کے واقعی ہونے کی دلیل ہے جن کو الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا۔ صـ ۲۲۷ ۔

(۱۷۲) شیخ کی مختلف نسبتوں سے مختلف فیوض ہوتے ہیں جس کا ادراک اسکی خاص شان سے ہوتا ہے۔ صـ ۲۲۸ ۔

(۱۷۳) واردات قلب پر اس وقت عمل کرنا چاہیئے جب کہ اس کا ورود بار بار ہو یا ایک بار ہو تو قوت کے ساتھ ہو۔ ایضاً ۔

(۱۷۴) مستحبات کے لئے تحمل سے زیادہ مشقت و تعب برداشت کرنا مناسب نہیں ہے۔ صـ ۲۳۲ ۔

(۱۷۵) نماز میں مقتدی کی رعایت غیر اللہ کی رعایت نہیں ہے بلکہ حکم الٰہی کی رعایت ہے۔ صـ ۲۳۴ ۔

(۱۷۶) خطبہ جمعہ و وعظ میں اگر ذکر قلبی باعث سکون ہو تو اس کا شغل

مخل نہیں ہے، مگر زبان سے حرکت نہ کرے۔ ص ۲۲۶ ۔

(۱۷۷) سالک پر ہیبت سے اپنے ارتداد یا کفر کا شبہ ہونا علامت خشیت سے ہے، ایضاً۔

(۱۷۸) اگر بدنظری کی شکایت ہو تو یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ اگر تیرا کوئی بزرگ، استاد، یا باپ، یا پیر ایسی حالت میں دیکھ رہا ہو تو شرما جائے گا، کیا تجھ کو خدا سے حیا نہیں آتی ہے۔ ص ۲۲۸ ۔

(۱۷۹) شیخ سے زمانۂ بعد میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے شورش ہوتی ہے اور قرب میں اُنس رہتا ہے، اس لئے سکون ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۸۰) کسی حالت پہ قائم نہ رہنا یہ اسماء متقابلہ کی تجلی ہے۔ ایضاً۔

(۱۸۱) قرب مقصود کے بعد احوال کی تمنا تنزل ہے۔ ص ۲۲۹ ۔

(۱۸۲) مبتدی کو قبل از تکمیل امر بالمعروف مناسب نہیں ہے اسی وجہ سے آیات قتال کے نزول میں تاخیر ہوئی۔ ص ۲۴۰ ۔

(۱۸۳) الحیاء والایمان یہ عجز نہیں ہے بلکہ مشابہ عجز ہے کہ باوصف قدرت بوجہ غلبۂ حیا رک کر بولتا ہے کہ کوئی کلمہ خلاف رضا صادر نہ ہو اور کبھی عجز اس وجہ سے ہوتا ہے کہ بوجہ غلبہ التفات الی الحق علوم اصطلاحیہ سے ذہول ہونے لگتا ہے اور ایک عجز کی منتہی غیر مغلوب الحال کو ہوتی ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اصل مقصود انسان کا یہ ہے کہ ذکر میں مشغول رہے اور کلام مقصود نہیں

ہے ایسی حالت میں جب کلام میں مشغول ہوگا تو اچاٹ دل سے ہوگا اور اس وقت بھی اس کو ذکر کی طرف کشش ہوگی اگر ایسے شخص کو عیؔ نہ ہو تو اس کا سبب حال کا غلبہ ہے۔ اس کے متعلق صـــــ ۲۴۸ بھی پڑھا جائے۔ صـــــ ۲۴۲۔

(۱۸۴) مسجد میں جاکر جوتے سیدھے کرنا اور پانی لوٹوں میں بھرنا اور موقعہ ہو تو جھاڑ و دینا اس میں کبر کا علاج ہے۔ صـــــ ۲۴۳۔

(۱۸۵) اگر باوجود غلبۂ حال کے اس پر عمل نہ کرے اور تقویٰ اور تورع کا خیال رکھے تو یہ کمال و مجاہدہ عظیمہ ہے ورنہ کم ہمتی ہے۔ صـــــ ۲۴۴۔

(۱۸۶) بلا اجازت شیخ امر بالمعروف نہ کرے۔ صـــــ ۲۴۵۔

(۱۸۷) بعض اوقات قرب مقصود بعد کی صورت میں ہوتا ہے۔ صـــــ ۲۴۶

(۱۸۸) بعض کا اصلاح نفس کی غرض سے کسی امر منکر کا عزم بھی کافی ہو جاتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۸۹) حصول نسبت کی دعا میں مطلوب ہے۔ صـــــ ۲۴۷۔

(۱۹۰) ثمرات پر نظر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے انتظار میں نہ رہے ورنہ دعا میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۱۹۱) تعلق مع اللہ اور رضائے حق باہم متلازم ہیں اسی کو نسبت بھی کہتے ہیں۔ صـــــ ۲۴۷

(۱۹۲) انکشاف واقعات اگر بلا توجہ دلچسپی ہوں تو کچھ بھی مضر نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۱۹۳) بتدی کو عرصہ تک خلق کے نفع وضرر سے یکسو رہنا چاہیئے مگر بحالت اضطراری، صت ۲۵۰

(۱۹۴) بعض اوقات اثناء ذکر میں اپنے دست بوسی کو دل چاہتا ہے جس کا کوئی مضائقہ نہیں ہے، ایضاً۔

(۱۹۵) سماع خود مذموم نہیں ہے مگر بعض اوقات معصیت کا باعث ہوجاتا ہے اس لئے بچنا چاہیئے، ایضاً۔

(۱۹۶) کبھی کسی امر محمود کا سبب معصیت بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ گناہ جو توبہ کا سبب ہے۔ صت ۲۵۱۔

(۱۹۷) خلوت میں اشعار کا پڑھنا اگر اعتدال سے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۱۹۸) شیخ کی غیبت میں طالب کا تڑپنا اور حضور میں سکون دونوں محبت میں ایک ہیں۔ اوّل شوق، دوسرا اُنس۔ صت ۲۵۲۔

(۱۹۹) خواب میں چونکہ معانی کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے اس کے جذبات بیداری سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایضاً۔

(۲۰۰) بچوں سے محبت کرنا اور کھیلنا تکبر کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ صت ۲۵۴۔

(۲۰۱) تمیز دار اور صالحین کی محبت عین حق تعالیٰ کی محبت ہے۔ ایضاً۔

(۲۰۲) کسی کی دینداری اور حالت کا امتحان نہ کرنا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۲۰۳) بد دینوں سے طبعی نفرت یہ عذر نہیں ہے مگر یہ خیال کرے کہ ممکن ہے کہ ان میں بھی کوئی ایسی صفت ہو کہ عنداللہ ہم سے اچھا ہو۔ ایضاً۔

(۲۰۴) کسی چیز کے ذہول و نسیان سے بھی استغفار کرنا آداب عبدیت سے ہے۔ ص۲۵۵۔

(۲۰۵) وساوس کو عدم الالتفات کے ساتھ مذموم بھی سمجھنا چاہیئے۔ ص۲۵۶۔

(۲۰۶) طبائع کے لحاظ سے بعض پر حب خدا کے آثار کا غلبہ ہوتا ہے بعض پر حب نبوی کا اور دونوں میں منافات نہیں ہے اس لئے دونوں محبوب ہیں صرف لون کا اختلاف ہے مگر اعتقاد ممکن و واجب کی محبت کا جو فرق ہے اس کا لحاظ ضروری ہے۔ ص۲۵۸۔

(۲۰۷) خالق و مخلوق کے تعلقات کے لحاظ سے خوف خدا سے خواب خور حرام نہیں ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۲۰۸) تنہائی کی وحشت اختلاط کی رقت سے بہتر ہے پہلی عارضی ہے دوسرا حظِ نفس ہے۔ ص۲۵۹۔

(۲۰۹) درود شریف سے رونگٹے کھڑے ہونا ایک قسم کا وجد ہے جو محبت نبویہ سے ہوتا ہے۔ ص۲۵۹۔

(۲۱۰) کسی عاصی کو حقیر نہ سمجھا جائے اس پر غصہ کے وقت اپنے عیوب کا استحضار کیا جائے۔ ایضاً۔

(۲۱۱) نظر بازی کا تھوڑا سا مرض بھی قابل علاج ہے لہٰذا جس شخص کی گفتگو میں لذت آئے اُس سے فوراً جدا ہوجانا چاہیئے ۔ صـ ۲۶۱ ۔

(۲۱۲) کسی حالت کے اعادہ کا اہتمام کرنا مضر باطن ہے ۔ ایضاً ۔

(۲۱۳) اگر غلبۂ تواضع و وسعتِ رحمت کی وجہ کسی امر منکر پر غصّہ نہ آئے تو کچھ ہرج نہیں جس وقت کہ عقلاً اُس کو بُرا سمجھتا ہے ۔ صـ ۲۶۲ ۔

(۲۱۴) بعض طبائع کو لزوم میں گرانی ہوتی ہے اور اختیاری میں بشاشت اور کام میں سہولت ہوتی ہے اور بعض کو بالعکس ۔ صـ ۲۶۳ ۔

(۲۱۵) احوال اعمال پر استقامت کرنے سے پیدا ہوتے ہیں ۔ ایضاً

(۲۱۶) غلبۂ تذلل محمود ہے مگر نہ اس قدر کہ نعمت کا کفران ہوجائے اگر احیاناً ایسا غلبہ ہو تو موجودہ نعمت کا استحضار مفید ہے ۔ صـ ۲۶۵ ۔

(۲۱۷) خیالات و وساوس کی مدافعت میں زیادہ انہماک مضعفِ قلب ہے خوف سے افضل شوق ہے ۔ صـ ۲۶۶ ۔

(۱) اپنے لئے کسی حال کو تجویز کرنا آداب عبدیت کے خلاف ہے۔ ص۱

(۲) شیطان کا صورت شیخ میں متمثل نہ ہونے کے سبب دلائل ظنی ہیں اور دائمی بھی نہیں ہیں۔ ایضاً۔

(۳) اگر کبھی یہ حالت طاری ہو کہ بہ خیر خدائے تعالےٰ کے تمام موجودات نظر سے مخفی ہوجائیں تو یہ صورت فنا کی ہے اور اسکا گاہ گاہ ہونا بھی درست ہے۔ ص۲

(۴) واردات قلبی پر ناز و التفات کرنا ہلاکت ہے۔ ص۳۔

(۵) سلطان الاذکار کی آواز اپنے ہی اندر کی ہے مگر چونکہ ذریعہ یکسوئی کا ہے اس لئے نافع ہے۔ ص۴۔

(۶) اگر ورد زیادہ تعداد میں قضا ہوجائے تو استغفار کافی ہے۔ ایضاً۔

(۷) مواضع منہیہ جیسے پاخانہ یا جماع کے وقت ذکر نہ کرے البتہ دل سے دھیان رکھے۔ ص۵۔

(۸) فرائض و سنن مؤکدہ کو بالاعلان پڑھنا چاہیئے۔ ص۶۔

(۹) اذکار میں زیادہ نافع یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے دیکھنے کا خیال رکھے۔

(۱۰) عبادات میں طبعی رغبت استحکام و دوام سے پیدا ہو جاتی ہے اور اُسکی

مدت حسب استعداد مختلف ہوتی ہے۔ صـ۹

(۱۱) تفاخر وریاو بیہودہ گوئی کا یہ علاج ہے کہ قصداً ایسے کام کرے جو تفاخر کے خلاف ہوں اور فرائض وسنن کے سوا سب اعمال پوشیدہ ادا کرے اور سوچ کر بولے اور کوتاہی پر (۲۰) رکعت جرمانہ میں پڑھے۔ صـ۱۰۔

(۱۲) ذکر سے اگر حرارت بڑھ جائے تو یہ تصور کرے کہ میرے قلب سے چاند لگا ہوا ہے۔ ایضاً۔

(۱۳) بقائے شوق کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ شمار ذکر میں شوق کا حصہ چھوڑ دیا جائے اور تحمل سے زیادہ نہ ہو۔ ایضاً۔

(۱۴) تلاوت کے وقت یہ خیال کرے کہ حق تعالےٰ مرے پڑھنے کو سن رہے ہیں۔ صـ۱۱۔

(۱۵) اگر ذکر کی تعداد ایک جلسہ میں پوری نہ کرے تو دو جلسہ میں پوری کرے۔ ایضاً۔

(۱۶) نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے کیونکہ وہ دلیل ہے کہ کم از کم انحطاط تو نہیں ہے۔ صـ۱۲۔

(۱۷) کسی فعل قبیح پر غصہ آنا مذموم نہیں ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ باوجود غصہ کے اس پر عمل نہ ہو۔ مگر جس وقت کہ دل میں غبار بڑھ جانے کا احتمال غالب ہو تو اس وقت غصہ نکالنا افضل ہے۔ صـ۱۸۔

(۱۸) جن مشاغل میں قوت فکر یہ کام کرتی ہے ان میں نیند کا غلبہ نہیں ہوتا بخلاف ذکر وغیرہ کے کہ اس میں غلبہ ہوتا ہے۔ ص ۱۹۔

(۱۹) مبتدی کا گناہ کرنے والوں سے نفرت کا باعث کبر نفس یا تقدس کا دعوای ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۲۰) عارف کا ہذیان بھی عرفان ہے۔ ص ۲۴۔

(۲۱) سوتے ہوئے ذکر کا جاری رہنا یا سانس کی آواز سے ذکر کا محسوس ہونا کمال نہیں ہے گو علامت محمود ہے۔ ص ۲۵۔

(۲۲) غلبۂ قبض کے وقت کیمیائے سعادت یا کتاب الرجا من اربعین کا مطالعہ مفید ہے۔ ص ۲۶۔

(۲۳) لباس میں صلحاء کا اتباع کرنا جب کہ نیت اچھی ہو تو ریا نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۲۴) اگر شیخ کو اپنے احوال کی اطلاع اور اس کی تعلیم کا اتباع کرتا رہے تو شیخ سے دوری مضر نہیں ہے۔ ص ۲۷۔

(۲۵) شیخ کا چونکہ مشاہدہ ہوتا ہے اس لئے اس کا خوف طبعاً بہ نسبت ذات باری تعالیٰ کے زیادہ ہوتا ہے۔ ص ۲۸۔

(۲۶) شیخ کی صحبت بدون ریاضت کے بھی نافع ہے۔ اگر استفادہ ہو۔ ایضاً۔

(۲۷) بقاء اثر و رسوخ ایک عرصہ کے بعد ہوتا ہے۔ دلگیر نہ ہونا چاہیئے۔ ص ۲۹۔

(۲۸) کام اگر دھن و دھیان کے ساتھ قلیل بھی ہو تو کافی ہے۔ ص ۳۱۔

(۲۹) بیداری میں آسمان سیاہ کا پھٹ جانا اور چھلکے ہو کر گرنا یہ فنائے ہستی کی صورت مثالیہ ہے اور اس فناء کی ابتداء اصولِ اخلاق سے شروع ہوتی ہے جو متنوع ہونے میں سمٰوٰت کے مشابہ ہیں۔ صـ۳۲۔

(۳۰) بتدی کو اخبار کا مطالعہ مضر ہے۔ ایضاً۔

(۳۱) کسی روز آنکھ نہ کھلنا بھی بہتر ہے اگر اس پر ندامت ہو۔ صـ۳۴۔

(۳۲) عیوب کا احساس ہونا بڑی رحمت ہے۔ ایضاً۔

(۳۳) کبر تمام معاصی کی جڑ ہے۔ صـ۳۵

(۳۴) بعض کیلئے عسرت بھی مجاہدہ ہے۔ ایضاً۔

(۳۵) عشق مجازی اس وقت قنطرہ حقیقت ہے جس وقت وہ باری تعالےٰ کے عشق کا ذریعہ بن جائے۔ صـ۳۶۔

(۳۶) مبتدی پر شورش غالب ہوتی ہے اور منتہی پر سکون اور پھر اس انتہا میں بھی درجات غیر متناہیہ ہیں۔ صـ۳۷۔

(۳۷) ذکر سے قلب میں نرمی آتی ہے مثلاً ضعفا اور جانوروں پر رحم آنے لگتا ہے یہ آثار محمود ہیں مگر کمال نہیں ہے۔ صـ۳۸۔

(۳۸) جس شیخ سے علاقہ تعلیم ہو اور اس کے متعلق کسی شبہ کا حل کرنا ہو تو بعنوان عام تحقیق کرنا چاہیئے تاکہ باعث کدورت نہ ہو صـ۳۹۔

(۳۹) عمدہ علامت کے ہوتے ہوئے بُرے خیالات کی مثال ایسی ہے جیسے

مکھی آئینہ کے سطح پر ہوتی ہے مگر اندر نظر آتی ہے ۔ صـ۴۴ ۔

(۴۰) رنج طبعی وہ ہے کہ اس میں اختیار نہ ہو ۔ صـ۴۷ ۔

(۴۱) ایک عالم اپنی عدم تعلیم کے مواخذہ سے اس وقت بری ہو سکتا ہے ، جس وقت کہ اسکے قائم مقام کوئی دوسرا عالم وہاں اس فرض کو پورا کرتا ہو ۔ صـ۴۸ ۔

(۴۲) (صد کتاب و صد ورق در نار کن) سے وہ کتب واوراق مراد ہیں جو حاجب ہیں ۔ ایضاً ۔

(۴۳) ہجوم مرض سے اگر اوراد میں نقص ہو جائے تو اس کے تلافی کی ضرورت نہیں ہے ۔ صـ۴۹ ۔

(۴۴) روحانی امراض کے علاج کے لئے تبلیغ دین کا مطالعہ مفید ہے پھر جو اثر باقی رہے اس میں مشورہ شیخ سے لینا چاہیئے ۔ صـ۵۱ ۔

(۴۵) اپنے عمل کو قابل قبول اور درجہ کا مستحق نہ قرار دیا جائے ۔ صـ۵۳ ۔

(۴۶) نماز میں قرآن اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ گویا جناب باری تعالیٰ کی پیشی میں عرض و معروض کر رہا ہے ۔ صـ۵۴ ۔

(۴۷) بعد نماز کے حبّ خدا اور رسول و حبّ شیخ کے لئے دعا کرنا عین سنت ہے ۔ ایضاً

(۴۸) یاد الٰہی کا ہر وقت مستحضر ہو جانا ابتدائے نسبت کی علامت ہے ۔ صـ۵۴

(۴۹) عجز و انکسار کامیابی کی دلیل ہے ۔ ایضاً ۔

(۵۰) معصیت کا چھوٹ جانا ہزاروں ذکر و شغل سے افضل ہے ۔ ایضاً ۔

(۵۱) سورۂ اخلاص کا تہجد میں مکرر پڑھنا مشائخین نے ان پڑھ لوگوں کے لئے تجویز فرمایا تھا ورنہ مسنون یہ ہے کہ کوئی سورت معین نہ کرے۔ ص۵۵۔

(۵۲) ہر شخص کا مجاہدہ اسکی طاقت واستعداد کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اور اسی میں اسکی کامیابی ہے۔ ص۵۶۔

(۵۳) جوانی کے بعد بڑھاپا اور کمزوری طاری ہونے کا ایک راز یہ بھی ہے کہ روح کو نکلنے میں سہولت ہو اور جن کو اس زمانہ میں بھی تکلیف ہوتی ہے وہ محض اظہار قدرت ہے۔ ص۵۷۔

(۵۴) مریض بہ نسبت صحیح کے مقصود سے زیادہ قریب ہے۔ ص۵۸۔

(۵۵) اپنی اصلاح پر ناز نہ کرنا چاہیئے اور نہ اکتفاء ورنہ شیطان بے فکر کر کے سب اوقات کی کسر نکال لیتا ہے۔ ص۶۰۔

(۵۶) اسماء بدریین کا کسی غرض دینی کے لئے پڑھنا بھی موجب ثواب ہے۔ ص۶۱۔

(۵۷) (لاالٰہ) کی کشمش میں اپنی شکل کا سامنا ہونا اور (ہو)، کی کشمش پر فنا ہو جانا ذکر کے احوال میں سے ہے، جو محمود ہے مگر وہ مقصود نہیں ہے۔ ص۶۲۔

(۵۸) مبتدی کے لئے وعظ و نصیحت کرنا خطرناک ہے پہلے اس کو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ ص۶۳۔

(۵۹) منتہی پر کبھی رذائل کا غلبہ ہونے لگتا ہے تو ان کے لئے مجاہدہ ثانیہ کی ضرورت ہوتی ہے، وہ مجاہدہ یہ ہے کہ ان امور کی طرف علماً یا عملاً مطلقاً

التفات نہ کیا جائے اور ذکر کی طرف توجہ رکھی جائے۔ صـ۶۶۔

(۶۰) ناک کی سوراخ میں حرکت یا یہ محسوس ہونا کہ ناک سے خون بہہ رہا ہے اور چھن چھن کی آواز کا سننا یہ سب سلطان الاذکار کے آثار ہیں۔ ایضاً۔

(۶۱) حزب البحر کے ورد سے اگر رضائے حق مقصود ہو تو زکوٰۃ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۶۲) ایک وقت معین تک اپنے عیبوں کو سوچنا اور زبان سے خود کو بیوقوف و نالائق کہنا اصلاح کے لئے اکسیر ہے۔ صـ۶۷۔

(۶۳) بچوں کو حد سے زیادہ تادیب مضر ہے۔ صـ۷۲۔

(۶۴) پان و تمباکو حقہ و سگریٹ یہ تینوں ایک ہی درجہ میں ہیں ضرورت میں مباح اور بلاضرورت مکروہ، مگر پان و تمباکو مناسب ہے کیونکہ وضع اہل علم کے خلاف نہیں ہے اور حقہ و سگریٹ دراصل فساق یا کفار کی اصل عادت ہے۔ صـ۷۴۔

(۶۵) وساوس کو دل سے برا سمجھنا کافی ہے انکی حسرت و غم میں مشغول ہونا مضر ہے۔ صـ۷۶

(۶۶) اپنے اعضاء کو بوسہ دینا اور دوسروں کو بوسہ دینے کی خواہش دینا اور اسباب سے نظر اُٹھ جانا غلبۂ توحید کی علامت ہے۔ صـ۸۱و۸۲۔

(۶۷) لاالٰہ میں نفی کا تصور اور الا اللہ میں اثبات کا تصور جیسا کہ بعض کتب مشہورہ میں مندرج ہے اکثر طبائع میں اس کا التزام تشویش کا باعث ہوتا ہے۔ صـ۸۳۔

(۶۸) سنت کے موافق کام ہونے سے بشاشت ہونا اور خلاف سنت سے

مکدّر ہونا عین مقصود ہے۔ صـ۸۵۔

(۶۹) ہاتھ پاؤں کا سرد اور بے حس ہونا، طاقت کا سلب ہونا، سانس کا مشکل سے آنا اگر کوئی مرض نہ ہو تو یہ سب سلطان الاذکار کے آثار ہیں۔ صـ۸۶

(۷۰) شوق میں گریہ و محبت کا ہجوم ہوتا ہے انس میں اعتدال رہتا ہے۔ صـ۸۷۔

(۷۱) کسی علاج کو روز مرہ کرنے سے اسکی تاثیر میں کمی ہو جاتی ہے لہٰذا جب مرض کا غلبہ ہوا اس کا علاج کر لیا ورنہ نہیں۔ صـ۸۹۔

(۷۲) خواب و منامات کو مقامد میں کوئی دخل نہیں ہے۔ صـ۹۱۔

(۷۳) ذکر کرتے وقت معاصی کے تذکر سے لفظ اللہ کا تلفظ بمشکل ادا ہونا کمال توبہ کی علامت سے ہے۔ صـ۹۴۔

(۷۴) اگر غلطی کا اعلان ہو جائے تو اصلاح کا بھی اعلان کرنا چاہیئے۔

(۷۵) اصل شکر یہ ہے کہ وضوح حق کے بعد اپنے قول یا فعل سابق پر اصرار یا تاویل اور حیلہ نہ کیا جائے۔ صـ۹۶۔

(۷۶) اجتہادیات میں دوسرے مقابل پر طعن یا اس کو یقیناً خلاف حق نہ کہنا چاہیئے۔ صـ۹۹۔

(۷۷) جس شخص سے اللہ کے لئے تعلق ہو اور کوئی دنیاوی غرض نہ ہو تو اسکو خوش کرنا ریا نہیں ہے۔ صـ۱۰۱۔

(۷۸) تمام مجاہدات کا دار و مدار ہمت پر ہے۔ صـ۱۰۲۔

(۷۹) کسی خاص موقعہ پہ محبت کا زیادہ ہونا پہلی محبت کی قلت کی دلیل نہیں ہے ۔ صـ۱۰۴ ۔

(۸۰) ذاکر کو جاڑوں میں پسینہ آنا کبھی وارد کی قوت کبھی بدن کا ضعف کبھی یہ دونوں چیزیں اس کا سبب ہوتی ہیں ۔ ایضاً ۔

(۸۱) طالب کو چند روز تک شیخ کی باتوں کو سُنکر غور کرنا چاہیئے اور سوال و جواب نہ کرنا چاہیئے ۔ صـ۱۰۶ ۔

(۸۲) غیر عالم کو قصص الانبیاء خلاصۃ الانبیاء و تذکرۃ الاولیاء کا خود دیکھنا مناسب نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۸۳) تہجد میں مسنونہ رکعات سے زیادہ پڑھنا چاہے تو نفلوں کی نیّت کرے ۔ ایضاً ۔

(۸۴) طالب کو صرف حالات کی اطلاع اور تعلیمات کی اتباع کافی ہے رائے نہ دینی چاہیئے ۔ صـ۱۰۷ ۔

(۸۵) معمولات کا بدستور بلاناغہ پورا ہونا استقامت فوق الکرامت ہے ۔ ایضاً ۔

(۸۶) ہر امر میں شریعت کو معیار قرار دینا چاہیئے اپنے احساسات کا اعتبار نہ کرے ۔ مثلاً کوئی شخص شیخ کو باوضو خط لکھنے کا التزام کرے تو یہ جائز نہ ہوگا ۔ ایضاً ۔

(۸۷) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اگر نفس حارج ہو تو چند بار کی مخالفت سے یہ ذمیمہ جاتا رہتا ہے ۔ صـ۱۱۰ ۔

(۸۸) تلاوت میں متوسط توجہ کافی ہے مبالغہ مضر ہے۔ صـ ۱۱۱ ۔

(۸۹) رویت باری تعالیٰ کا اگر تقاضہ ہو تو یہ دعا کرے کہ اے اللہ! دیدار جلد نصیب ہو جس کا ماحصل سفر آخرت وشوق لقا ہے۔ صـ ۱۱۱ ۔

(۹۰) نکاح کے بارے میں یہ عمل رکھے چونکہ بر میخت بر بند ولیسیتہ باش۔ ایضاً ۔

(۹۱) شیخ سے کسی خاص طریقہ تعلیم کی درخواست گستاخی اور خلاف تفویض ہے۔ صـ ۱۱۲

(۹۲) حرص طعام کا عملی علاج یہ ہے کہ بجائے نیت بھرنے کے پیٹ بھرنے پر اکتفاء کرے۔ صـ ۱۱۲ ۔

(۹۳) مواعظ کے مطالعہ کے وقت دو خیال نافع ہیں اول یہ کہ اس میں کونسی برائیاں ہیں جس کی اصلاح کی ہم کو ضرورت ہے اور کون سی وہ خوبیاں ہیں جنکی تحصیل کی ضرورت ہے۔ صـ ۱۱۸ ۔

(۹۴) ذکر کی غیبت اور نوم میں فرق ظاہر ہے مگر احکام فقہیہ مثل نقض وضو میں دونوں کا ایک حکم ہے اور احکام سلوک میں جس طرح غشی و نوم ترقی سے مانع ہے ویسی ہی غیبت و استغراق مانع ہے۔ صـ ۱۱۹ ۔

(۹۵) کشف کے لئے آنکھ بند کرنا شرط نہیں ہے مگر ان طبائع میں جن کو بغیر اس کے یکسوئی نہ ہو۔ صـ ۱۲۰ ۔

(۹۶) توجہ وہمت کا طریقہ صرف عجمی لوگوں کے لئے ہے ورنہ اس میں بعض مضرتیں بھی ہیں۔ ایضاً

(۹۷) حق العباد کے معاف ہونے پر بھی اسکے ادا کرنے کا عزم تبرعاً افضل ہے۔ ص ۱۲۱۔

(۹۸) حق العباد مثلاً چوری یا خیانت وغیرہ کے متعلق اگر یہ ظن غالب ہو کر صاحب حق ان امور کی اطلاع پر بھی مجملاً معافی چاہنے سے معاف کر دے گا تو اظہار کی حالت نہیں رہتی ورنہ اظہار ضروری ہے۔ ایضاً

(۹۹) نابالغ کے حقوق جب تک کہ وہ سن بلوغ تک نہ پہنچ جائے معاف نہیں ہوتے۔ پھر اسکی ادائے حقوق میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ وثوق ہو کہ بالغین خیانت نہ کریں گے تو ان کو ادا کر دے ورنہ ان کے ضروری خرچ میں مثلاً کپڑے وغیرہ میں خود خرچ کرے۔ ایضاً۔

(۱۰۰) جب زبان ذکر سے تھک جائے تو فکر سے کام لے ورنہ پھر راحت مناسب ہے۔ ص ۱۲۲۔

(۱۰۱) یکسوئی اختیاری نہیں ہے اس لئے یکسوئی کے قصد سے بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ ص ۱۲۳۔

(۱۰۲) مدح وذم کرنے والوں کو حقیقت سے بے خبر اور اپنے خیال کا متبع سمجھا جاوے اور یہ خیال کیا جاوے کہ ان کا دل وزبان کسی اور کے قبضۂ قدرت میں ہے اس تصور سے انکی مدح وذم کا کوئی معتد اثر نہ ہوگا۔ ایضاً۔

(۱۰۳) جوش وولولہ کے کم ہو جانے کا سبب کبھی کمال ہوتا ہے۔ ص ۱۲۴۔

(۱۰۴) اس عالم میں قرب حق صرف تعلق عن الغیر سے انقطاع کا نام ہے اور

اس سے زیادہ کی توقع ہوس ہے ۔ ص ۱۲۴ ۔

(۱۰۵) خوش فہم وہ شخص ہے جو واردات و ثمرات ذاکر کو پیش آتے ہیں ان کی توجیہ سمجھانے سے سمجھ سکے اور عجب وغیرہ سے محفوظ رہے ۔ ایضاً ۔

(۱۰۶) تدبر آیات کے لئے تلاوت کے علاوہ جلسہ مقرر کرنا چاہیئے ۔ ص ۱[1]

(۱۰۷) اگر اثنائے ذکر میں کوئی عجیب بات کا انکشاف ہو تو اس کو ضبط کر لینا چاہیئے ۔ ص ۲ ۔

(۱۰۸) ہر چیز میں اللہ اللہ کی آواز کا محسوس ہونا سرایتِ ذکر کی علامت ہے ۔ ایضاً

(۱۰۹) خوفِ آخرت کے سبب دنیا سے اُچاٹ ہو جانا عین مطلوب ہے ۔ ص ۳ ۔

(۱۱۰) ہیبت میں اگر یاس کی نوبت پہنچے تو کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم میں کتاب الرجاء کا مطالعہ مفید ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۱۱) اصلاحِ باطن بمعنی التزام اذکار و اشغال متعارفہ طالب علمی میں مخل ہے اور بمعنی تقویٰ و اجتناب عن المعاصی وہ ہر وقت فرض ہے اور مخل بھی نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۱۲) بعض اوقات بجائے مفت کام کرنے کے تنخواہ کے لینے میں عجب کا انسداد ہے ۔ ص ۴ ۔

(۱۱۳) بعد الموت اگر کسی کی مغفرت کے متعلق صدمہ ہو تو ایصالِ ثواب کرتا رہے اس سے امید مغفرت بندھ جائے گی ۔ ایضاً ۔

---

[1] یہاں سے ربع دوم شروع ہوا ہے اسی وجہ سے صفحات بدل گئے ہیں ۔

(۱۱۴) برائیوں کے مقتضا پر عمل نہ کرنے سے ان میں کمزوری ہوجاتی ہے اور ذکر و مراقبہ صرف ان کے کمزور کرنے میں معین ہوتا ہے۔ صہ۵۔

(۱۱۵) حضوری حاصل ہونے کے بعد ترقی کا ذریعہ معین نہیں ہے۔ بحسب اقتضائے وارد طریق مختلف ہوتے ہیں جن میں اعمال واشغال و اقوال و احوال سب داخل ہیں۔ ایضاً۔

(۱۱۶) توجہ الی المذکور افضل ہے مگر جس وقت کوئی وارد توجہ الی الذکر کا مقتضی ہو تو اس وقت وہ انفع ہے۔ ایضاً۔

(۱۱۷) جس توجہ سے اُلجھن ہو اس کا اہتمام نہ کرے۔ صہ۶۔

(۱۱۸) تفکر میں اگر ذکر و مذکور دونوں کا پتہ نہ رہے وجداناً یہ دیکھنا چاہیئے کہ اجمالی حالت میں بھی توجہ ہے یا نہیں تو یہ ساعت غفلت میں شمار ہو گی۔ ایضاً۔

(۱۱۹) حقیقت پر نظر ہونے سے لذت و اطمینان محسوس ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۲۰) قصور کی تلافی پر زیادہ کاوش نہ ہونا عبدیت و تفویض کا اثر ہے مگر احتیاطاً تلافی کر لینا چاہیئے تاکہ نفس حیلہ نہ کرے۔ صہ۔

(۱۲۱) تمام مناقشات سے علیحدہ رہنا اور گوشۂ گمنامی کو پسند کرنا ایک رفیع حالت ہے۔ صہ۸۔

(۱۲۲) ہر حالت پر شکر کرنا شعبہ تفویض ہے۔ ایضاً۔

(۱۲۳) خواب میں بشارتِ غوثیت کی تعبیر یہ ہے کہ اس سے مخلوق کو دعا و ہدایت

ہو گی۔ صنا۔

(۱۲۴) خواب میں سورۂ زمر کی آخری آیتوں کا تلاوت کرنا بشارت اعمال صالحہ ہے اور اسی سورت میں اہل نار کی آیتوں کا نہ پڑھ سکنا معاصی سے اجتناب اور گویا آخرت میں وعید نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ایضاً۔

(۱۲۵) اپنی پختہ قبر کا دیکھنا اعمال صالحہ کے بقا کی طرف اشارہ ہے۔ ایضاً۔

(۱۲۶) خواب میں شیخ کا یہ کہنا کہ تم عورتوں سے بیعت لیا کرو ناقصین کی ہدایت کی اہلیت کی بشارت ہے۔ صاا۔

(۱۲۷) اصلاح اخلاق کی کتب کا مطالعہ کاملین کو بھی بقا و ترقی میں معین ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۲۸) طالب سے تواضع کرنا رہزنی ہے۔ صلا۔

(۱۲۹) نسبت کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالےٰ سے قلب کو ایسا تعلق ہو جائے کہ اس کی یاد اور طاعت غالب رہے[۵]۔ صہ۱۸۔

(۱۳۰) اپنی بدحالی کا گمان اعلیٰ درجہ کی خوشحالی ہے۔ صہ۱۹۔

(۱۳۱) منزل مقصود تک رسائی کی فکر حسن حال کی دلیل ہے۔ صہ۲۰۔

(۱۳۲) اگر ضعف کی وجہ سے آنکھ نہ کھلے تو تقویت کی تدبیر کرنا چاہیئے اور دن میں کچھ زیادہ سونا چاہیئے۔ صہ۲۱۔

---

[۵] اسکی زیادہ تفصیل دیباچہ شرح اکمال الشیم میں دیکھو۔

(۱۲۳) من[۱] استغضب فلم یغضب فہو حمار کی تفسیر یہ ہے کہ اس کا منشاء نصرت ورضامندی حق ہو۔ صـ۲۳۔

(۱۲۴) راستہ میں سالک پر ظلمت کے محسوس ہونے کا باعث کبھی تو اتفاقی ہوتا ہے۔ اور کوئی مبتدع و مخالف حق کا نظر آنا اور اس سے مقصود کبھی تنبیہ ہوتی ہے اور کبھی بطور طبعی انکشاف ہو جاتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۲۵) کبھی کشف سے مبتدی کا امتحان مقصود ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۲۶) جذب چونکہ عادۃً ریاضت پر موقوف ہے اس لئے کام بلا انتظار جذب شروع کرنا چاہیئے۔ صـ۲۴۔

(۱۲۷) اصل مجاہدہ اخلاق رذیلہ کی اصلاح ہے اس کے بعد اخلاقِ حمیدہ تھوڑی سی توجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ صـ۲۸۔

(۱۲۸) حالت غیر اختیاری اگرچہ موافقِ سنت نہ ہو معاف ہے۔ صـ۳۷۔

(۱۲۹) وسوسہ کے علاج میں عدم التفات و دفع کے قصد سے نہ کرے بلکہ کسی درجہ میں بھی اس کا خیال نہ کرے۔ صـ۴۱۔

(۱۴۰) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت فی المنام غیر اختیاری ہے اور نہ اس کو تصوف میں کچھ دخل ہے۔ صـ۴۵۔

(۱۴۱) مبتدی کو غیر سلسلہ کے بزرگوں سے ملنا مضر ہے۔ ایضاً۔

---

[۱] جس شخص کو غضب دلایا جائے اور پھر غصہ نہ ہو تو وہ گدھا ہے۔

(۱۴۲) زمانہ تحصیل علم میں بلا اختیار احوال کا عروض بھی عین مقصود علم ہے۔ صد ۴۸۔

(۱۴۳) خلق سے طبعی وحشت کے ساتھ اختیاری التفات جمع ہو سکتا ہے۔ صد ۵۰۔

(۱۴۴) قرآن یا ذکر کو دوسرے سے سننے میں یکسوئی ہوتی ہے اس لئے کہ خود کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اور قرآن وذکر سے متاثر ہونا بھی دلیل سرایت ذکر کی ہے۔ ایضاً۔

(۱۴۵) لطائف صوفیہ سب مخلوق اور مجرد غیر مادی ہیں۔ صد ۵۱۔

(۱۴۶) جب کوئی شخص عند اللہ بری ہو تو مخلوق کی ذلت سے دل تنگ نہ ہو بلکہ احیاناً اس میں نفس کا علاج ہے۔ صد ۵۵۔

(۱۴۷) اگر کسی شخص کو بعض وجوہ سے نکاح پر قدرت نہ ہو تو اس تکلیف پر صبر کرنے سے مستحق اجر ہوگا۔ اور اس مجاہدہ سے اصلاحِ نفس ہوگی۔ صد ۵۶۔

(۱۴۸) احیاناً صاحب الحال کے لئے جب تک اعتدال پیدا ہو بعض امور مسنونہ کا ترک بھی مناسب ہوتا ہے۔ صد ۵۷۔

(۱۴۹) شیخ سے استفادہ کے لئے لوگوں کو ترغیب دینے میں کوئی حرج نہیں اگر اس سے مقصود اشتہار یا تشہیر نہ ہو۔ صد ۵۸۔

(۱۵۰) اصلاح نفس کے لئے حسب استعداد ہر ایک کی مدت جداگانہ ہے طالب اگر اپنے احوال کی نگرانی کرے تو خود سمجھ سکتا ہے۔ احتیاطاً شیخ سے بھی اجازت لے لے۔ صد ۵۹۔

(۱۵۱) احوال کا طاری ہونا مطلقاً ترقی سلوک کی دلیل نہیں ہے کبھی رغبت میں

میں بھی ایسے احوال متشابہ پیش آتے ہیں ۔ ص۵۹ ۔

(۵۲) ورد کا بلا اختیار ناغہ ہونا قابل تاسف نہیں ہے ۔ ص۶۲ ۔

(۵۳) صحبت کی کم از کم مدت بھی نافع ہے ۔ ایضاً ۔

(۵۴) وسوسہ منافی اخلاص وحضور نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۵۵) صرف مداومت معمولات سے استقامت ہوتی ہے ۔ ص۶۳ ۔

(۱۵۶) اگر ذکر ہی سے مراقبات کی غایت حاصل ہو جائے تو مستقلاً ان کی حاجت نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۵۷) غلط تلاوت اگر قصداً نہ ہو تو تلاوت نہ چھوڑے اور آہستہ آہستہ اصلاح کرتا رہے ۔ ص۶۴ ۔

(۱۵۸) مجاہدۂ اضطراری جیسے مرض وغیرہ میں چونکہ سراسر انکسار وافتقار بھی ہے اس لئے بعض اوقات مجاہدہ اختیاری سے بھی زیادہ نافع ہے ۔ ص۶۶ ۔

(۱۵۹) اگر اپنے عیوب کا استحضار رکھے تو کسی کی بدگوئی سے کم متاثر ہوگا ۔ ص۶۸ ۔

(۱۶۰) مرض کی حالت میں نہ ہو تو فکر بھی کافی ہے اگر یہ نہ ہو ہادی کا قرب کافی ہے اگر اس میں بھی کمی ہو تو اس کا غم بھی کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو اس کا افسوس ہی کافی ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۶۱) اپنے پیشاب سے مسّوں کا علاج بوقت ضرورت شدید جائز ہے ۔ ص۶۹ ۔

(۱۶۲) دینی مشکلات کی بہتر تدبیر کسی شیخ کی صحبت ہے ۔ اگر میسر نہ ہو سکے تو صبر

کرے یعنی جتنے کام اختیار میں ہیں کئے جائے اور امور غیر اختیاری میں تفویض کر کے خاموش رہے۔ ص ۷۷۔

(۱۶۳) کبر کی شناخت یہ ہے کہ اگر کوئی تعظیم نہ کرے تو غصہ آئے اور اس کے درپے ہو جائے۔ ایضاً۔

(۱۶۴) کبھی اصلاح کی فکر و تشویش بھی نافع ہوتی ہے۔ ص ۷۸۔

(۱۶۵) نفع رسانی سے ناامید نہ ہونا چاہیئے اگرچہ کم ہو۔ ایضاً۔

(۱۶۶) جملہ احوال میں حضوری رہنا یہی وصول الی المسمّٰی ہے۔ ص ۷۹۔

(۱۶۷) کوتاہی پر استغفار بھی مشاہدہ کا ایک جزو ہے۔ ص ۸۱۔

(۱۶۸) اجازت خلافت پر ندامت کمالات سے ہے۔ کیونکہ تواضع ہے۔ ایضاً۔

(۱۶۹) اگر اوقات کو منضبط کیا جائے تو اشغال میں مزاحمت نہیں ہوتی ہے۔ ص ۸۲۔

(۱۷۰) دنیاوی امور میں رقت اور دینی امور میں اس کا عدم اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا میں غم کا رونا ہے اور دین میں غم ہی کیا ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۷۱) ذکر میں اشعار پڑھنے کا مضائقہ نہیں مگر کثرت نہ ہو۔ ایضاً۔

(۱۷۲) بعض لوگوں کو امر بالمعروف سے ضرر ہوتا ہے۔ جس کو مبصّر شیخ بتا سکتا ہے۔ ص ۹۰۔

(۱۷۳) بعض لوگوں کو ازالہ رذیلہ کے لئے علمی علاج ہی کافی ہے۔ ص ۹۱۔

(۱۷۴) اگر توبہ سے بوجہ شدت حیاء و ندامت انقباض ہو تو چند بار تبکلف توبہ

کرنے سے یہ مرض جاتا رہے گا۔ ایضاً۔

(۷۵) پاس انفاس کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی وقت ذکر سے خالی نہ ہو جس کا طریقہ معروف ہے مگر تجربہ سے ذکر لسانی زیادہ نافع ہے۔ ایضاً۔

(۷۶) سلطان الاذکار کی حقیقت آثار ذکر کا غلبہ ہے اور اس کا طریقہ اصل میں کثرت ذکر مع الاستحضار ہے اور سہولت کے لئے مشائخ نے جو طریقہ لکھا ہے وہ ضیاء القلوب میں موجود ہے اور پھر مجازاً اس کا اطلاق خود طریق پر بھی ہونے لگا۔ ص ۹۲۔

(۷۷) اگر کسی کے لئے امامت صلوٰۃ مناسب نہ ہو تو انکار کر دے یا عارضی طور پر تا انتظام ثانی قبول کرے۔ ایضاً۔

(۷۸) ذکر کے آثار کا احیاناً احساس نہیں ہوتا ہے اس کا امتحان یہ ہے کہ معاملات حلال وحرام حرص وشہوات کے مواقع میں اندازہ کرے۔ ایضاً۔

(۷۹) طبعی محبت میں اسباب طبیعیہ کے تبدل سے کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے بخلاف عقلی محبت کے اور اس کا انسان مکلف ہے۔ ص ۹۳۔

(۸۰) اللہ والوں کی محبت اللہ ہی کی محبت ہے مگر مخلوق وخالق کی محبت کے الوان مختلف ہوتے ہیں اور اکثر لوگ پہلی ہی محبت کو محبت سمجھتے ہیں اور محبت کا ادراک نہیں ہوتا ہے۔ ص ۹۴۔

(۸۱) صرف کتابوں کے مطالعہ سے مقصود کی تحقیق نہیں ہوتی ہے اس کے

لئے صحبت کی ضرورت ہے۔ صـ ۹۶۔

(۱۸۲) حدیث (لا یقص[۱] الا امیر او مامور او مختال) ان امور سے مراد یہ ہے جس کو امیر نے خدمت وعظ کے لئے مقرر کیا ہو اور جہاں امیر نہ ہو وہاں عام مسلمین جن میں اہل حل وعقد ہی ہوں، قائم مقام امیر ہیں۔ ایضاً۔

(۱۸۳) صاحب کمال کو ہر وقت ترساں ولرزاں رہنا چاہیئے ہر وقت خیال رکھے کہ رذائل کا کہیں عود تو نہیں ہوا اور صفات حاصلہ کی ترقی میں کوشاں رہے۔ صـ ۹۷۔

(۱۸۴) مکروہات کے ارتکاب سے ہر وقت خائف رہنا گو زیادتی صوم وصلوٰۃ میں نہ ہو مذاق قلندری کہلاتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۸۵) احباب سے بوجہ ضرر اختلاط نہ کرنا کبر نہیں ہے کیونکہ اس میں تحقیر فعل کی ہے نہ فاعل کی۔ صـ ۹۸۔

(۱۸۶) بعض لوگوں کے لئے مشغلہ طب مضر ہے۔ ایضاً۔

(۱۸۷) کسی کے روبرو کسی کے مشغلہ میں دل لگنا ریا نہیں ہے کیونکہ قصداً نہیں ہے۔ صـ ۹۸۔

(۱۸۸) اگر ایک عبادت نافلہ کی زیادتی سے کسی دوسرے ورد میں کمی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ صـ ۹۹۔

---

[۱] وعظ نہیں کہہ سکتا مگر امیر یا مامور یا خود پسند۔

(۱۸۹) فجار و فساق سے نفرت کے ساتھ حسن ظن جمع ہو سکتا ہے جیسے کوئی حسین آدمی اپنے منہ پر سیاہی مل لے۔ تو اس کو اچھا اور سیاہی کو برا کہا جاتا ہے اور برتاؤ میں مبتدی کو مناسب ہے کہ ان لوگوں سے نرم برتاؤ کرے مقام تحقیق پر پہنچنے کے بعد ہر ایک کا حق ادا کر سکتا ہے۔ صـ۱۰۰۔

(۱۹۰) مبتدی کو ابتداءً احیاء العلوم کے صرف منجیات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ صـ۱۰۱

(۱۹۱) کسی خیر کا اثر جب کہ وہ باطن پر ہو تو اصطلاح میں اس کو بسط کہتے ہیں اور مصیبت کے اثر کو اگر باطن پر ہو تو قبض کہتے ہیں۔ صـ۱۰۲۔

(۱۹۲) اشراف مطلق انتظار یعنی حصول کے احتمال کو نہیں کہتے ہیں بلکہ خاص اس انتظار کو کہتے ہیں کہ اگر نہ ملے تو قلب میں کدورت ہو اور اس پر غصہ آٹے اور اس درجہ کا اشراف بھی اہل توکل کے لئے مذموم ہے اور اہل حرفہ مثلاً طبیب وغیرہ کے لئے مذموم نہیں۔ صـ۱۰۴۔

حصہ ہفتم

(۱) اشتغال واذکار سے بددل نہ ہونا خلوص وحضور کی علامت ہے۔ ص۱

(۲) جب ایک نماز قضا ہو تو دو وقت کا فاقہ اس کا جرمانہ ہے۔ ایضاً۔

(۳) بلا دلیل خدائے تعالےٰ کا ہر جگہ مشاہدہ کرنا غنودگی کا طاری رہنا خطاب مخاطب کی ناگواری غلبۂ فنا کی علامت ہے۔ ص۲۔

(۴) بی بی یا کسی کی محبت شیخ کی محبت سے معارض نہیں ہے۔ صرف محبت کے الوان کا اختلاف ہے۔ ایضاً۔

(۵) معمولات کا اس خیال سے قضا کرنا کہ لوگ مقدس کہیں گے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ترک عمل الناس بھی ریا ہے۔ ایضاً۔

(۶) اگر غلبۂ ریاء کا ہو تو عقلی خوف مع العقل کافی ہے۔ ص۳۔

(۷) نسبت ایک ہے صرف حسب استعداد الوان مختلف ہوتے ہیں جس کا مدار اختلاف سلسلہ نہیں بلکہ اختلاف طبائع کا ہے۔ ص۳۔

(۸) مرنے کے غم پر ہزاروں مسرتیں قربان ہیں۔ ص۴۔

(۹) بعض لوگوں پر خداوند تعالےٰ کے مشاہدہ کا غلبہ ایسا ہوتا ہے کہ بستر پر پیر پھیلا کر نہیں سوسکتے۔ ص۵۔

(۱۰) اگر ضعف نہ ہو تو روزوں کے داعیہ پر عمل کرنا چاہیئے۔ صفحہ ۵

(۱۱) لوگوں کے برتاؤ سے نہ مسرت حاصل کی جائے نہ دانعت۔ صفحہ ۶

(۱۲) گانے کی آواز سے اگر غم ہو تو اس کی طرف التفات نہ کرے اور کیفیت متوسط کو ہوتی ہے، ایضاً۔

(۱۳) سیاہ مرچیں چبانے سے نیند کا غلبہ دفع ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۴) ذکر میں وحشت ہو تو ایسی جگہ بیٹھنا جہاں دوسرے ذاکر کی آواز آتی ہو تو وحشت رفع ہو جاتی ہے۔ ایضاً۔

(۱۵) پاکیزہ مذاق یہ ہے کہ الفاظ ماثورہ کے ہوتے ہوئے منقولہ عن المشائخ سے تسلی نہ ہو۔ صفحہ ۷۔

(۱۶) خیر و شر کے مسئلہ میں اگر وسوسہ آئے تو بجائے تفصیل کے اجمالی طور پر جواب دے کر ختم کر دے وہ اجمال یہ ہے کہ سب خدا کی ملک ہے وہ اپنے ملک میں جو چاہیں تصرّف کریں ان پر کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۷) ذکر میں بلا قصد گریہ طاری ہونا علامتِ محبّت ہے۔ صفحہ ۹۔

(۱۸) خوف کے لئے رونا لازم نہیں ہے فکر لازم ہے۔ صفحہ ۱۱۔

(۱۹) اگر ذاتِ خداوندی کا تصور نہ جم سکے تو ذکر کے وقت قلب پر توجہ رکھے اور قلب پر انوارِ خداوندی کا نزول مثل بارش کے تصور کرے۔ صفحہ ۱۲۔

(۲۰) تنگدست کا عزم ادا بھی فی حق الآخرت مثل ادا ہے۔ صفحہ ۱۵۔

(۲۱) قلب میں حق تعالےٰ کے تشریف فرما ہونے کا تصور جمنا اور دل کے انوار وغیرہ کو غیر اللہ سمجھنا یہ غلبہ معیت کا ہے۔ صـ۱۶۔

(۲۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیداری میں دیکھنا صورت مثالیہ ہے حقیقت نہیں ہے اور نہ اس کو اکتساب میں دخل ہے اور نہ کمال قرب اس میں منحصر ہے۔ ایضاً۔

(۲۳) خداوند تعالےٰ کا تصور سب کو بوجہ ہوتا ہے مگر اس میں بھی تفاوت ہے کہ کسی کو اس وجہ کی کنہ منکشف ہوتی ہے اور بعض کو اس وجہ کی بھی وجہ ہی مدرک ہوتی ہے۔ صـ۱۷۔

(۲۴) جس کام میں مشغولی دلچسپی کے ساتھ دائمی یا غلبہ سے ہو اس کو انہماک کہتے ہیں۔ ایضاً۔

(۲۵) اپنے سلسلہ کے بزرگوں کو ایک بار سورۂ یٰسین شریف پڑھ کر بخشنا چاہیئے۔ صـ۱۹۔

(۲۶) ہر غیبت پر صلوٰۃ توبہ کا التزام اس کا علاج ہے۔ صـ۲۰۔

(۲۷) وجود حق تعالیٰ میں شیطانی وسوسہ اور اس کے زوال سے یہ فائدہ ہے کہ اس شخص کو موت کے وقت یہ وسوسہ نقصان نہ پہنچائے گا۔ صـ۲۱۔

(۲۸) جو حالت بلا قصد طاری ہو جائے وہ ترقی ہے اگرچہ سابق حالت میں اس سے بہتر ہو۔ صـ۲۲۔

(۲۹) ذکر کے وقت گناہوں کا تصور کرنا ایک گونہ حجاب ہے۔ اگر بلا قصد

آئے تو استغفار کر کے ذکر میں مشغول ہو جائے ۔ ص ۲۸ ۔

(۳۰) دوسروں کی تواضع یا مسکنت دیکھ کر اپنے عجز و انکسار کو کبر شمار کرنا اثر تواضع ہے ۔ ایضاً ۔

(۳۱) غیر اختیاری معصیت کی خواہش سے اگر لذت حاصل نہ کی جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے ۔ ص ۲۹ ۔

(۳۲) استغفار عقاب و دعا و التجا سے تقاضائے معصیت کمزور ہو جاتا ہے ۔ ایضاً ۔

(۳۳) کثرت تلاوت سے بلا رد ہوتی ہے ۔ ص ۳۱ ۔

(۳۴) صرف برکات پر قناعت نہ چاہیئے عمل بھی ضروری ہے ۔ ایضاً ۔

(۳۵) بار بار توبہ کرنے میں اگر چہ شرم آئے مگر اسکی پرواہ نہ کرے ۔ ص ۳۲ ۔

(۳۶) شیخ جاہل سے بیعت شکنی واجب ہے ۔ ص ۳۴ ۔

(۳۷) سلسلہ تعلیم سے پہلے قصد السبیل کو غور سے پڑھ کر کام شروع کرے اور پھر اطلاع دے ۔ ص ۳۴ ۔

(۳۸) انوار ناسوتی ہوں یا ملکوتی دونوں نافع ہیں مگر التفات مضر ہے ۔ ص ۳۵ ۔

(۳۹) حوائج کے لئے بجائے وظیفہ کے دعا پر اکتفا کرنا عین خلوص ہے ۔ ایضاً ۔

(۴۰) اذا تم فقر اللہ کا مرجع ضمیر تمام فقر بمعنی ما علیہ التمام ہے یعنی فقر کا مقصود و مرجع حق تعالیٰ ہیں ۔ ایضاً ۔

(۴۱) دلائل الخیرات کے بعض صیغوں کے منقول ہونے میں شبہ ہے اس لئے

اسکی تلاوت میں جتنا وقت صرف ہو بجائے اس اوردو شریف کے منقول صیغہ کا ورد افضل ہوگا۔ ص۳۶ ۔

(۴۲) امور دنیویہ کے اشغال میں اگر حضوری نہ رہے کوئی حرج نہیں ہے کہ طبعی بات ہے۔ ص۳۸

(۴۳) اپنے احسان کے یاد رہنے یا مخالف طبع شخص سے تنفر ہو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر مقتضا پر عمل نہ ہو۔ ایضاً۔

(۴۴) ایک کا مراقبہ دوسرے کے لئے نافع نہیں۔ ص۳۹ ۔

(۴۵) خواب میں شیخ کی زیارت نہ ہونا محرومی نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۴۶) نماز میں جس تصور سے جمعیت ہو اس کو اختیار کیا جائے خواہ تصور ذات کا ہو یا کلام اللہ کا ہو۔ ایضاً۔

(۴۷) دوزخ و بہشت سے استغنا کا مدعی خود پسند ہے جس کا علاج فنا ہے۔ ایضاً۔

(۴۸) طالب کو اہل اللہ کی صحبت مفید ہے مگر تعلیم ایک ہی سے حاصل کرنا چاہیئے۔ ایضاً

(۴۹) تسبیح کا بلا خیال شمار رکھنا مفید ہے۔ ص۴۰

(۵۰) نفس کی موافقت باجازت شرع حجاب نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۵۱) اپنی کسی بہتر حالت پر نظر کرنا بھی اپنی صفت ہستی پر نظر کرنا ہے جو سالک کے لئے مضر ہے۔ ایضاً۔

(۵۲) ابتدا میں سالک کو محویت کا غلبہ ہوتا ہے اور انتہا میں اس میں کمی محسوس ہوتی ہے۔ یہ آخر الذکر معتبر ہے اگر اعمال میں کمی نہ ہو۔ ص۴۰ ۔

(۵۳) بعض اوقات سالک کا نفس شیخ کی ہدایات میں وساوس اور اُلجھن پیدا کرتا ہے جو عقل و عشق کے مغلوب ہونے کی دلیل ہے مگر اس پر عمل نہ کرنا چاہیئے آخر میں اس کا جوش منقطع ہوجاتا ہے۔ صـ ۴۱ ۔

(۵۴) تیمم یا کسی رخصت پر عمل کرنے سے اگر چہ نفس مطئن نہ ہو مگر عقلاً فتوا می پر عمل کرنے سے تنگی نہ ہونا چاہیئے۔ ایضاً ۔

(۵۵) جناب باری تعالےٰ کے لئے مقام ادب کے لحاظ سے تم یا آپ کا استعمال بلاخوف کرنا چاہیئے۔ ایضاً ۔

(۵۶) سینے سے عطا کرنے کے معنے یہ ہیں کہ دل سے تعلیم اور شفقت سے خیال اور محبّت سے دعا کرے ۔ ایضاً ۔

(۵۷) مبتدی کو تفصیل احوال کے درپے نہ ہونا چاہیئے، کام کرنا چاہیئے۔ صـ ۴۲ ۔

(۵۸) دعا سے پہلے اُمنگ اور عین وقت پر سکون کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ ایضاً

(۱) صفت شوق (۲) غلبۂ ہیبت (۳) غلبۂ تفویض (۴) غلبۂ فنا (۵) غلبۂ توحید کہ غیر حق کا سوال کیوں کیا جائے (۶) غلبۂ حیرت کہ کیا مانگوں کیا نہ مانگوں، ان امور کا ادراک وجدان سے ہوتا ہے ۔ ایضاً ۔

(۵۹) کبھی ذاکر کو غلبہ فنا کی وجہ سے اپنے وجود کی بھی خبر نہیں ہوتی ۔ ایضاً ۔

(۶۰) بلاقصد وساوس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح انسان کو ایک چیز کے دیکھنے میں اطراف کی چیزیں بلاقصد نظر آتی ہیں جس پر ملامت نہیں ہے۔ ایضاً ۔

(۶۱) ذکر میں کندھے پر ثقل اور قلب میں لذت کا محسوس ہونا سرایت ذکر کی علامت ہے۔ ص ۴۳

(۶۲) جو چیزیں بلا توجہ بھی جاری رہتی ہیں اس میں وساوس کا ہجوم ہوتا ہے جیسے نماز وذکر بخلاف کتب بینی کے۔ ایضاً۔

(۶۳) لذت طاعات پر شکر کرنا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۶۴) اعمال میں کوتاہی کا خیال عین مطلوب ہے۔ ص ۴۴۔

(۶۵) مجاہدہ تین جزو پر مرکب ہے (۱) معمولات پر مداومت (۲) مواعظ کا التزام مطالعہ (۳) طاعت و معاصی میں ہمت و قصد سے کام لینا کوتاہی پر تدارک کرنا اور کیفیات کا انتظار نہ کرنا۔ ایضاً۔

(۶۶) تحمل سے زیادہ محنت کرنے سے گرانی اور پھر افسردگی یا اُلجھن پیدا ہوتی ہے۔ ص ۴۵

(۶۷) مسجد میں اگر مصلی فرض یا سنن مؤکدہ پڑھتا ہو تو ذاکر کو اس کی رعایت ضروری ہے اور نوافل میں ضروری نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۶۸) تغیرات اگر بلا اختیار ہیں تو کوئی غم نہیں اگر اختیار سے ہیں تو تدارک اس کا ہمت ہے۔ ص ۴۶۔

(۶۹) وساوس کے علاج کے دو جزو ہیں (۱) بالکل التفات نہ کیا جائے (۲) کوئی شغل ایسا ہو کہ جس میں قوت فکریہ صرف ہو اور زیادہ بار نہ ہو مثلاً تذکرہ صالحین کا مطالعہ اور کسی شخص سے دینی مذاکرہ کا افادہ و استفادہ رکھنا اور بوقت دلچسپی درود شریف یا کلمہ کا سرسری توجہ سے ذکر کرنا۔ ص ۴۷۔

(۰۷) کسی مضمون کا سمجھ کر پڑھنا نافع اور مؤثر ہے خواہ یاد رہے یا نہ رہے۔ ص۴۷۔

(۱۷) اصلاح نفس کے لئے شیخ جس شخص کے سپرد کر دے اس کی اطاعت کرنا چاہیئے اگرچہ غیر مشہور ہو۔ ایضاً۔

(۲۷) مرحومین کے صدمہ کا بھلانا خلافِ مروت نہیں ہے۔ خلافِ مروت یہ ہے کہ ایصال ثواب نہ کیا جائے اور نہ بلا اختیار صدمہ کا غلبہ قابلِ مواخذہ ہے۔ ص۴۸

(۳۷) زن و فرزند کی خدمت و رعایت سے اگرچہ تشویش ہو مگر سالک کے لئے نافع ہے۔ ص۵۱۔

(۴۷) دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوئے مکاشفہ قابلِ اعتماد نہیں ہے اگرچہ شیخ کامل ہی کیوں نہ ہو۔ ص۵۲۔

(۵۷) جس حال میں رکھیں اس پر راضی رہنا چاہیئے اس کی شکایت کرنا حق تعالےٰ پر الزام ہے۔ ایضاً۔

(۶۷) نماز کی تکمیل جس طرح حضور قلب سے ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کی کوتاہی پر ندامت سے بھی ہوتی ہے۔ ایضاً۔

ص۵۳

(۷۷) وسعت سے زیادہ حقوق کی رعایت نہ چاہیئے اور نہ اس کا ترک خلاف محبت ہے۔

(۸۷) باپ کی زندگی میں بھی اگر علیحدہ انتظام کی ضرورت ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ایضاً

(۹۷) کفالت حقوق کے مختلف طریق ہیں۔ بہتر طریقہ وہ ہے جو آسانی سے پورا ہو سکے۔ ایضاً

(۸۰) اگر مہمانداری کی وسعت نہ ہو تو جس قدر کھانا ہو سامنے لا کر رکھدے اور صفائی

سے کہنا کچھ مشکل نہیں ہے اگر کبر نہ ہو۔ ص۵۳۔

(۸۱) عبادات میں گاہے رغبت اور گاہے بے رغبتی یہ سب تلونیات ہیں عمل میں کوتاہی نہ کرنا چاہیئے۔ ص۵۴۔

(۸۲) غیر اختیاری دنیوی اشتغال پر راضی رہنا بھی مجاہدہ ہے۔ ایضاً۔

(۸۳) کسی کی ہلاکت کا تصور نہ جمانا چاہیئے کیونکہ اگر مؤثر ہوگیا تو قتل کا گناہ لازم آئے گا۔ ص۵۵۔

(۸۴) اگر بی بی نیک و دیندار ہو تو خیر المتاع ہے اس کی کفالت سے گھبرانا نہ چاہیئے۔ ایضاً۔

(۸۵) اگر تنخواہ سے قرض ادا نہ ہوسکے زائد اثاث البیت یا کتب سے اُس کو ادا کرے۔ ص۵۶۔

(۸۶) تلاوت میں تصحیح کلمات کو منجانب اللہ تصور کرنا مناسب ہے کہ غلطی کو ادھر سے تصور نہ کرے ورنہ اس تصحیح کلمات کو بھی اپنی طرف سے منسوب کرے ایضاً۔

(۸۷) حاضر اور غائب کے بعض آثار متفاوت ہوتے ہیں خصوصاً بعض طبائع میں اُس کا فرق بیّن ہوتا ہے۔ ص۵۷۔

(۸۸) تعویذ یا گنڈا برا وہ ہے جو خلاف شرع ہو یا اس پر تکیہ و اعتماد ہو۔ ص۵۸۔

(۸۹) معوذتین پڑھ کر دم کرنے سے خیالات کی پریشانی اور بھوت پریت کا علاج ہے۔ ایضاً

(۹۰) کسی عمل کے ذریعہ سے لڑکی کو مغلوب کر کے نکاح پر آمادہ کرنا جائز نہیں۔ ص۵۹

(۹۱) نمازِ ہولِ قبر کی کوئی اصل نہیں البتہ بلاقید ونام کسی عبادتِ بدنیہ و مالیہ کا ثواب پہنچانا ثابت ہے۔ ص ۶۰۔

(۹۲) بعض طبائع مال سے متاثر ہوتے ہیں اور بعض حال سے مثلاً بعض لوگوں پر عصر سے عشاء تک خاص محویت رہتی ہے۔ کیونکہ فنا وزوال کی آمد ہے اور تہجد میں نہیں کیونکہ تعلقات کی آمد کا وقت ہے۔ ایضاً۔

(۹۳) حزن وتاسف بھی گریہ چشم کے حکم میں ہے۔ ایضاً۔

(۹۴) وعظ الغضب کا مطالعہ غصہ کا علاج ہے۔ ص ۶۱۔

(۹۵) فرائض نماز میں اگر دل گھبرائے تو نوافل کے پڑھنے سے تدارک کرے۔ ایضاً

(۹۶) مشاغل کے وقت صرف زبان سے بھی ذکر کافی ہے۔ ایضاً۔

(۹۷) ترتیل وقواعد کا لحاظ سری وجہری دونوں نمازوں میں یکساں کرنا چاہیئے۔ ایضاً۔

(۹۸) ترتیل امر اختیاری ہے اس کا اہتمام ضروری ہے گو بہ تکلیف ہو۔ ص ۶۲۔

(۹۹) غائب وحاضر کے آثار کے موازنہ کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر حضور اس عالم میں تشریف رکھتے تو یقیناً بشیخ موجود سے زیادہ کشش ہوتی جو اس وقت محبوب میں محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ایضاً۔

(۱۰۰) اصلاح اعمال کا نسخہ۔

(۱) افعال اختیاریہ میں ارادہ ہمت سے کام لینا۔ ص ۶۳۔

(۲) لغزش پر بیس ۲۰ رکعت کا جرمانہ۔ ایضاً۔

(۴۳) (۳) تربیت السالک کا مطالعہ۔ ایضاً۔

(۴) لاحول ولاقوۃ کی کثرت بہ نیت عجز اور درخواست حفاظت۔ ایضاً۔

(۵) بلا ضرورت کسی سے ملنا اور نہ بولنا۔ ایضاً۔

(۶) شیخ کی صحبت میں رہنے کے لئے فرصت نکالنا اور اس کے اوقات وعادات کا لحاظ رکھنا۔ ایضاً۔

(۱۰۱) علاوہ معمولات کے اگر کسی وقت خاص ورد کا تقاضا ہو تو اس کو جاری کرنا خلاف تجویز شیخ نہ ہوگا۔ ایضاً۔

(۱۰۲) بعض اوقات بلا ضرورت کسی فضیلت کا اظہار بھی دقائق ریا میں سے ہے۔ صـ ۶۴۔

(۱۰۳) بعض اوقات حرارتِ ذکر سے گوشت کا کوئی حصہ متحرک ہونے لگتا ہے جو قابلِ التفات نہیں ہے۔ صـ ۶۵۔

(۱۰۴) اگر ذکر میں جناب باری تعالیٰ کے تشبیہ و مثال کا کوئی خیال قائم ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں اعتقاد وقصد کو دخل نہ ہو۔ ایضاً۔

(۱۰۵) خوف ومحبت میں کثرت گریہ عین مطلوب ہے۔ صـ ۶۶۔

(۱۰۶) ثمرات کو ریاضت کا نتیجہ سمجھنا خلاف سنت ہے۔ ایضاً۔

(۱۰۷) بعض غلطیوں کا ازالہ بجائے کتابوں کے صرف کسی شیخ محقق کی صحبت سے ہوتا ہے۔ صـ ۶۷۔

(۱۰۸) عملیات وغیرہ اُن سے تقویت حاصل کرنا ضعف توکل کی دلیل ہے اور

مسلک عارفین کے خلاف ہے۔ ص۶۷۔

(۱۰۹) اس راہ میں دست بجز خضوع و بندگی و اضطرار، ؎ اندریں حضرت ندارد اعتبار کے سوا مطلوب نہیں ہے۔ ص۶۸۔

(۱۱۰) خواب میں اہل اللہ مثالاً منکشف نہیں ہوتے ہیں بلکہ کوئی روح مقدس یا کوئی فرشتہ اس صورت میں بمصلحت انس ظاہر ہوتا ہے۔ ایضاً۔

(۱۱۱) بعض طبائع پر خداوند تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہوتی ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے ص۶۱[۱]۔

(۱۱۲) کیونکہ یہ تربیت عین مقتضائے حقیقت ہے۔ ایضاً۔

(۱۱۳) مشاغل تصوف میں خلق پر نظر نہ چاہیئے۔ ایضاً۔

(۱۱۴) چونکہ خداوند تعالےٰ اپنے تعیّن کے لحاظ سے بے مثل ہے اس لئے مدرک نہیں ہوتا ہے لہٰذا اس طرح بھی خیال قائم ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ماسوا تعینات سے منزہ و پاک ہے۔ ص۶۲۔

(۱۱۵) مذکور کی فاتاً عدم تناہی سے ذکر کی عدم تناہی زماناً لازم نہیں ہے۔ ایضاً۔

(۱۱۶) ماسوا اللہ کے وجود کے انکار کا عقیدہ واجب الاصلاح ہے مگر صاحب الحال معذور ہے۔ ص۶۳۔

(۱۱۷) تجلیات و انوار کا (لائے نفی) کے تحت میں لانے کی ضرورت اس وقت ہے جب وہ مقصودِ حقیقی سے حجاب ہو جائے۔ ص۶۴۔

---

[۱] اصل کتاب میں صفحات میں غلطی ہو گئی ہے اس وجہ سے اس میں بھی اسکے مطابق کرنا پڑا۔ ۱۲

(۱۱۸) حضور دائمی عادتاً ممکن ہے ۔ ص۶۴ ۔

(۱۱۹) فنائے نفس کی توقع صرف دوام عمل سے ہوتی ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۲۰) حصول مقصود کے لئے لطائف ستہ کے مشق کی ضرورت نہیں مگر جس کے لئے شیخ تجویز کرے ۔ ایضاً ۔

(۱۲۱) اقرب طریق یہ ہے کہ اوّل کسی شیخ کی صحبت سے یا جذبۂ غیبی سے نسبت حاصل ہو اور پھر مقامات کی تصحیح ہو اور فی زماننا یہی مشائخ کا معمول ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۲۲) اعتکاف میں دن کو تلاوت قرآن اور رات کو کثرتِ نوافل میں مشغول ہونا چاہیئے ص۶۵

(۱۲۳) بہ نیت استفادہ مزار پر ذکر کرنا ناجائز تو نہیں ہے مگر جس پر مذاق توحید کا غلبہ ہوتا ہے ان کو اس سے بھی ایسا ہی انقباض ہوتا ہے جیسے بعض اقسام شرک سے ۔ ص۶۶ ۔

(۱۲۴) کسی اجازت یافتہ کو کوئی شغل یا مراقبہ اس غرض سے کرنا کہ اس کی حقیقت معلوم ہو گی یا اس سے دوسروں کو نفع پہنچاؤں گا تو یہ بوجہ اخلاص نہ ہونے کے مفید نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۲۵) ذلت و انکسار کے طریقہ کا تعین شیخ کے مشورہ سے کرے ۔ ایضاً ۔

(۱۲۶) توبہ کا قبول ہونا صرف یہی نہیں کہ مصیبت و تکلیف رفع ہو جائے بلکہ اس کے اجر و ثواب کا حصول بھی مقبولیت ہے ۔ ص۶۷ ۔

(۱۲۷) مصائب میں دعا کے ساتھ رضا بالقضا ہونا اجر و راحت دونوں کے لحاظ سے افضل ہے ایضاً

(۱۲۸) امور غیر اختیاریہ میں اگرچہ عبادات کا نقص ہو مگر باعث حرمان و خسارہ نہیں ہے ۔ ایضاً

(۱۲۹) احیاء العلوم و لطائف المنن کا مطالعہ بعض کے لئے نافع نہیں ہے ان کے بجائے دعوات عبدیت و تربیت السالک و تکشف مفید ہے۔ صـ۶۷ ۔

(۱۳۰) بی بی سے بضرورت مباشرت کرنا نفس کشی کے خلاف نہیں ہے۔ صـ۶۸ ۔

(۱۳۱) اگر کسی کے متعلق کوئی ناگوار کلمہ نکل جائے تو اس کے لئے استغفار کیا جائے کیا جائے اور آئندہ کے لئے عزم قوی کیا جائے۔ صـ۷۰ ۔

(۱۳۲) اگر بغیر ذکر لسانی کے بھی قلب میں غفلت کا احساس نہ ہو تو وہ وہم ہے یا پہلے ذکر کا اثر ہے جس کو بقاء نہیں ہے۔ ایضاً ۔

(۱۳۳) بعض کیفیات محض از قبیل خیالات ہوتی ہیں اور اعتبار حقائق کا ہے۔ ایضاً ۔

(۱۳۴) کسی عیب کا حقیقی تدارک اسکی اصلاح ہے محض توبہ و استغفار کافی نہیں ہے۔ ایضاً ۔

(۱۳۵) کسی گناہ کا سب سے بہتر جرمانہ نماز ہے کیونکہ وہی نفس پر سب سے شاق ہے۔ ایضاً ۔

(۱۳۶) وسواس کا منقطع ہونا یا معیت کا غلبہ اور اچھے خوابوں کا دیکھنا بدون اعمال قابل اعتبار نہیں ہے۔ ایضاً ۔

(۱۳۷) اگر قبض کا سبب کوئی معصیت یا غیر جنس کی صحبت نہ ہو تو اس کا سبب امتحان ہے اس وقت صبر و استقامت و استغفار اور مواعظ و تربیت کا مطالعہ مفید ہے۔ صـ۷۱

(۱۳۸) نفس کے ساتھ ہر معاملہ میں احتیاط اور بدگمانی چاہیئے۔ صـ۷۲ ۔

(۱۳۹) قرآن شریف کا پڑھ کر بخشنا کسی درجہ میں بھی موجب حرمان و خسارہ نہیں ہے قطع نظر اس سے کہ خود کو بھی ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔ صـ۷۳ ۔

(۱۴۰) کسی محرم کی موت پر مثل اولاد کے بے چین ہونا نفس کا چھپا ہوا چور ہے جو ظاہر ہوا۔ ص۷۴۔

(۱۴۱) بعض اوقات کسی کام کے فیصلہ میں تردد بے موقع نہیں ہوتا ہے۔ ص۷۵۔

(۱۴۲) حسد اگرچہ درجۂ وسوسہ میں ہو مگر احتیاطاً علاج یہ ہے کہ محسود کے حصول مقصود کے لئے دعا کرے اور اسکے حصول پر مختلف مجامع میں اظہار مسرت کرے۔ ایضاً۔

(۱۴۳) اگر ذکر میں کپڑا پھاڑنے اور سر پٹکنے اور طمانچہ مارنے کا غلبہ ہو تو ان کیفیات کو رد کر کے مغلوب کرے۔ ص۷۶۔

(۱۴۴) اگر جنگل جانے یا نعرہ لگانے کا غلبہ ہو تو اشعار پڑھ کر مغلوب کرے۔ ایضاً۔

(۱۴۵) قصد السبیل میں جو بیعت کے فوائد مندرج ہیں وہ اکثریہ ہیں کلیہ نہیں ہے۔ ایضاً

(۱۴۶) دعوت کی اگر مکافات نہ کر سکے اور ان کی شکایت کا احتمال ہو تو ایسی دعوتوں میں نہ جانا مناسب ہے۔ ایضاً۔

(۱۴۷) ناواقف کو کسی مسئلہ کے جواب میں سائل سے کہدینا چاہیئے کہ کسی عالم سے پوچھو۔ ایضاً۔

(۱۴۸) بلا اختیار اگر کان میں کسی امر منکر جیسے غیبت یا مزامیر وغیرہ کی صدا آوے تو التفات نہ کرے۔ ص۷۷۔

(۱۴۹) مسائل نزاعی میں خود کسی کو خطاب نہ کیا جائے البتہ اگر تحقیق وعمل کے قصد سے دریافت کرے تو بتلایا جائے ورنہ کوئی مناسب عذر یا حوالہ دوسرے

علماء کا کیا جائے ۔ صہے ۔

(۱۵۰) نیند کے غلبہ میں ذکر ممنوع ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۵۱) اصل چیز قلب و لسان سے ذکر ہے اگر اس کے ساتھ بلا قصد کوئی وارد آجائے تو مضائقہ نہیں ہے ۔ صہے ۔

(۱۵۲) اگر ذاکر کو بلا وجہ دہشت معلوم ہو اور یوماً فیوماً اس میں ترقی ہو تو اس حال ہیبت کہتے ہیں جو بلا قصد طاری ہوتا ہے جس میں کمی بیشی بھی ہوتی ہے اور پھر اعتدال ہو جاتا ہے مگر قابل التفات نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۵۳) جو خواب زیادہ اہم ہو تو اس کی تعبیر شیخ سے پوچھے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔ ایضاً ۔

(۱۵۴) خواب میں غلاظت کا کھانا کبھی تو تبخیر کا اثر اور کبھی کسی امر نامشروع کا صادر ہونا اس کی تعبیر ہے ۔ صوے ۔

(۱۵۵) اگر ذاکر کو خدا کی ہستی میں خلجان ہو تو اس کو دلیل سے دفع کرنے کے بجائے التفات نہ کرے اور نہ اس کی مضرت سے خوف کرے ۔ ایضاً ۔

(۱۵۶) دیوان حافظ و مثنوی کا مطالعہ شوق و محبت پیدا کرتا ہے مگر شیخ سے مشورہ کرے ۔ صہ ۔

(۱۵۷) ملازم کو اپنے حقوق طلبی اور تنخواہ طلب کرنے سے عار نہ چاہیئے جس کا

نشا کبر ہے۔ صث ۸۰ ۔

(۱۵۸) مبتدی کو معاصی یاد کر کے رونا بہتر ہے اور منتہی کو توبہ کر کے کام میں مشغول ہونا مناسب ہے۔ ایضاً۔

(۱۵۹) نامحرم سے پردہ کا انتظام ضروری ہے۔ صث ۸۱ ۔

(۱۶۰) فضول گوئی سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ ہر وقت تسبیح رکھے اور اصلی کام ذکر کو سمجھے جس سے کوئی وقت خالی نہ ہو اور پھر بھی اگر سرزد ہو جائے تو چار رکعت نفل کا جرمانہ ادا کرے۔ صث ۸۲ ۔

(۱۶۱) ذکر جہری میں مسجد میں سونے والے کی رعایت ضروری نہیں ہے۔ صث ۸۳ ۔

(۱۶۲) ترتیب و مواعظ میں گو دل نہ لگے مگر پڑھنا چاہیئے کیونکہ اصلاح کا مدار انہی پر ہے۔ ایضاً۔

(۱۶۳) حضرت جنید سے کسی نے پوچھا کہ (ما النہایۃ) فرمایا۔ العود الی البدایۃ اس کا جزو یہ بھی ہے کہ بعد کمال کے ابتدائی مجاہدہ کی حاجت نہیں رہتی ہے اور دوسرا جزو یہ ہے کہ احوال کے سکون کی وجہ سے اس کی حالت مشابہ مبتدی کے ہو جاتی ہے۔ صث ۸۴ ۔

(۱۶۴) شیخ کی صحبت و مکالمہ سے اپنی کوتاہیوں کا علم ہوتا ہے۔ صث ۸۵ ۔

(۱۶۵) قبض ہی کی بدولت بسط میں لذت ہوتی ہے۔ صث ۸۶ ۔

(۱۶۶) اگر کسی سے اپنی غلطیوں اور قصور کا عفو کرانا مقصود ہو تو یہ کہنا کافی ہے

کہ مجھ سے آپ کے کچھ حقوق ضائع ہو گئے ہیں تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ صـ۸۷ـ

(۱۶۷) مشکوٰۃ شریف کے کتاب الرقاق اور احوالِ جنت و نار کا مطالعہ انابت کے لئے معین ہے۔ ایضاً۔

(۱۶۸) خواب میں سیاہ جبّہ کا پہنے ہوئے دیکھنا علامت فنا ہے اور لمبا چوڑا دیکھنا کمال فنا کی طرف اشارہ ہے۔ صـ۸۸ـ۔

(۱۶۹) معبود حقیقی کا حضوری بالواسطہ بھی حضوری کے درجہ میں ہے یعنی وسائط مامور بہ ہیں۔ صـ۸۹ـ۔

(۱۷۰) حالت انس میں انبساط کو حد ادب سے نہ گذرنے دیا جائے کہ بعض اوقات عتاب کا سبب ہو جاتا ہے۔ صـ۹۰ـ۔

(۱۷۱) متقدمین کے احوال سے اپنی حالت کا موازنہ کر کے مایوس نہ ہونا چاہیئے کیونکہ ہر زمانہ کی اصلاح کا طریقہ مختلف ہے۔ ایضاً۔

(۱۷۲) طالب کو اپنی اصلاح کے لئے شیخ کی روشن ضمیری پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ ایضاً

(۱۷۳) شیخ طالب کی صرف تعلیم کا ذمہ دار ہے نہ اصلاح کا۔ صـ۹۱ـ۔

(۱۷۴) ہر صاحب صنعت و حرفت کو معصیت کے ارتکاب سے بچنا چاہیئے اور اگر ناگزیر ہو تو گناہ گار سمجھ کر کرتا رہے اور نہایت عاجزی سے توبہ اور دعا کرتا رہے۔ صـ۹۲ـ۔

(۱۷۵) کمزور لوگوں کو اپنے امور میں کوشش ضرور کرنا چاہیئے تاکہ حسرت نہ رہے

اور نتیجہ کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیئے۔ صـ۹۲۔

(۷۶) توجہات مثلاً توجہ انعکاسی واستحادی وغیرہ یہ سب تصرفات ہیں جو مشق سے حاصل ہو جاتے ہیں جس سے ایک گونہ استعداد طالب میں پیدا ہو جاتی ہے مگر قرب میں اس کو کوئی دخل نہیں ہے۔ صـ۹۳۔

(۷۷) بعض اوقات اہل اللہ کی زبان سے وہ امور جاری ہو جاتے ہیں جس میں طالب کی اصلاح وہدایت ہوتی ہے اور کشف سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ صـ۹۴۔

(۷۸) بعض لوگوں کے لئے استجابت دعا اور جھاڑ پھونک بھی موجب فتنہ ہے ایضاً

(۷۹) اگر خلوت اور دیندار کی صحبت دستیاب نہ ہو تو خود غیبت نہ کرے اور دوسرا کرے تو برا سمجھے اور شرکت نہ کرے۔ صـ۹۸۔

(۸۰) بعض لوگ جو استحادی توجہ کے تحمل نہ کرنے سے تلف ہو گئے اس کا ان بزرگوں کو گمان نہ تھا اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ ایک شخص کو ایک لاکھ روپے ملنے سے شادی مرگ ہو جائے۔ صـ۱۰۰۔

(۸۱) یک زمانہ صحبت با اولیاء سے مراد وہ وقت ہے جو احیاناً کسی ولی پر آجاتا ہے جس میں وہ طالب کی ایک توجہ سے تکمیل فرمادیتے ہیں جو صد سالہ مجاہدہ سے میسر نہیں ہوتی اور کبھی شیخ کے قصد واختیار کو بھی اس میں دخل ہوتا ہے مگر ایسے واقعات کم ہوتے ہیں۔ ایضاً۔

(۱۸۲) کبھی طالب صادق بیشیخ کے قول و فعل سے بلاقصد و اختیار متاثر ہوکر بہت جلد منزل مقصود پر فائز ہو جاتا ہے مگر یہ منجملہ برکات کے ہے اور طریق سلوک کا دار و مدار اسی پر ہے۔ ص۱۰۰۔

(۱۸۳) قوت قدسیہ ایک طاقت کا نام ہے کہ اس کے سامنے وہ مسائل جو استدلال و نظر کے محتاج ہیں بدیہی اور واضح ہو جاتے ہیں۔ ایضاً۔

(۱۸۴) محققین تصرف و ہمت کو پسند نہیں فرماتے کیونکہ اس میں قصداً انہماک بالغیر ہوتا ہے اور صرف دعا پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ص۱۰۱۔

(۱۸۵) بیعت سے شیخ کے ساتھ تعلق زیادہ ہو جاتا ہے بشرطیکہ شیخ طالب پر مطمئن ہو جائے۔ ایضاً۔

(۱۸۶) آنحضرتؐ پر طبعاً اور کسی بزرگ کی محبت کی زیادتی کا شبہ ہو تو طریق موازنہ یہ ہے کہ یہ سوچے کہ اگر نعوذ باللہ کوئی بزرگ جس سے زیادہ تعلق کا شبہ ہوتا ہے اگر وہ حضور اقدسؐ کے خلاف ہو جائے تو اس وقت بھی اس سے محبت رہتی؟ ظاہر ہے کہ ہرگز ہرگز نہیں رہ سکتی۔ ص۱۰۳۔

(۱۸۷) قلت ادب کا منشا قلت عشق ہے عظمت الٰہیہ کو قلب میں راسخ کر کے عشق کے ساتھ جمع کرنا چاہیئے۔ ص۱۰۴۔

(۱۸۸) خواب و احوال قابلِ التفات نہیں ہیں کیونکہ اکثر ان کا سبب امور طبیعہ ہوتے ہیں۔ ص۱۰۷

تمت بالخیر